# الآل والاصحاب

اس عنوان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانونکو معلوم ہو صدر اول مین اصحاب کا سلوک آل کے ساتھ کیسا تھا کیونکہ جس طرح محسن سے محبت فطری امر ہے اوسیطرح محسن زادہ کے ساتھ حسن سلوک فطری امر ہے۔

مگر چونکہ اصلی وجہ اوسکی ذاتی منفعت ہے جس سے محسن سے اوسوقت تک محبت رہتی ہے کہ اغراض ذاتی پورے ہون۔ اسیلئے خود مان باپ اولاد اوسوقت مین قتل کرڈالے جاتے ہین جب یہ غرض پوری ہو تو محسن زادہ کے ساتھ یہ سلوک بدرجہ اولی خود غرضون کے نزدیک زیادہ پسند ہے۔

یہی وجہ تھی کہ جناب امام حسینؑ اس بے دردی سے بالاعلان شہید کیے گئے کہ تاریخ دنیا کوئی نظیر اوسکی نہین لاسکتی۔ کیونکہ یہ ممکن نہ تھا جناب امام حسینؑ اون امور کو جائز رکھتے جو خلاف شریعت تھے۔ ورنہ پھر آپ مین اور دوسرونمین فرق ہی کیا رہتا اسی سبب سے حضرت نے بیعت یزید فاسق سے انکار کیا کیونکہ اوسکا فسق و فجور تمام عالم مین مشہور رہتا۔ اگر اوسکی بیعت کرلیتے تو اسکے معنی یہ ہوتے کہ یہی اسلام ہے حالانکہ وہ کفر تھا۔

یہان یہ اعتراض بہت آسانی سے کردیا جاتا ہے کہ جناب امیر نے کیون خلفا کے [illegible] سے جہاد نکیا اور جناب امام حسنؑ نے معاویہ سے کیون صلح کیا۔ کیا آپ اون حضرات سے افضل تھے۔

[illegible] نہین سوچتا کہ کیا خلیفہ اول اور یزید مساوی تھے یا خلیفہ [illegible]

[illegible] منافق [illegible]

کسیطرح مومن نہ تھے۔ مگر یہان بحث ایمان و نفاق کی نہین ہے بلکہ فسق و فجور ظلم پر نظر ہے کہ شیخین کی کیا حالت تھی اور یزید کی کیا حالت تھی۔

جناب امیر نے کب خوشی و رضا سے یہ قبول کیا۔ جناب امام حسن نے کب دل سے اسکو اچھا سمجھا۔ مگر جو مجبوریان اون حضرات کو تھین حضرت کو کہان تھین جناب امیر کے زمانہ مین تمامی قبیلہ بنی ہاشم مین تین آدمی ایسے تھے۔ جو ایسے وقت مین کام آسکتے ایک خود جناب امیر جنہین صرور ت ہے کہ کچھ لوگ مددگار ہون۔ دوسرا حضرت عباس تیسرے عقیل جنکی شجاعت اسی سے ظاہر ہے کہ کفار بدر کے ساتھ لڑنے کو آئے اور گرفتار ہوئے حالانکہ وہ کسیطرح اسپر راضی نہ تھے۔ اور یہان آکر اسلام کے قیدی بنے۔ پھر انسے جناب امیر کو کیا مدد ملتی۔

بخلاف جناب امام حسین کے کہ کم سے کم آپکے ساتھ سترہ اٹھارہ جوان تھے جو سب ایک خاندان سے تھے اور جنہون نے جو کیا وہ سب پر نمایاں ہے۔ پھر جناب امیر اور جناب امام حسین کی حالت مین کسقدر فرق ہے۔ جناب امیر کا بار بار حضرت حمزہ و جعفر طیار کو یاد کرنا اور انکی شہادت پر افسوس کرنا سبکو معلوم ہے۔

عاقلونکی جوانمردی شجاعت کہلاتی ہے کیونکہ مطابق عقل ہوتی ہے۔ احمقونکی بہادری تہور کہلاتی ہے جسمین اونچ نیچ نہین دیکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ تیرہ برس مکہ مین رہے جہان آپکا وطن تھا ہزار ہا نمک پروردہ خاندان عالیشان تھے۔ بہتیرے مسلمان جنمین شیخین اور عشرہ مبشرہ اور مہاجرین اولین سب داخل ہین اور جنہون نے آگے چلکر کیسے کیسے فتوحات کئے مگر جب تک آپ مکہ مین رہے کبھی آمادہ بجنگ نہوئے۔ ناعاقبت اندیشون نے بعض دفعہ ایسی شرارتین بھی کین کہ جنگ ہوجاتی مگر آپنے اوسکی مصلحت نہ سمجھی۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو مسلمان بھی حضرت کے ساتھ مکہ مین تھے جو آپ چاہتے

حالانکہ ابھی ۳۱۳ مسلمانوں سے آپنے پہلی جنگ بدر فتح کی۔ ۹۰ اس سے زائد مسلمان
مکہ میں تھے۔ اور وہی شخص آپکا وہاں بھی دست و بازو تھا جنھنے بدر کی لڑائی سر کی
یعنی جناب امیرؑ۔ مگر وہاں عقلی مصلحت نہ تھی کہ آپ وہاں جہاد کرتے۔

یہی حالت جناب امیرؑ کی تھی کہ گو آپ وہی شجاع تھے جنھنے اتنے معرکے سر کئے مگر
یہاں مصلحت بدلی ہوئی ہے مخالفین خلافت کا نام باغی رکھا جاتا ہے مرتد کا خطاب
دیا جاتا ہے پھر آپ جنگ کرتے تو کیونکر غیر کیا اسلام کو ارتداد کا لقب دلواتے۔ کیونکہ خلیفہ
بھی تو مدعی اسلام و خلافت ہے جناب رسالتمآب نے محض اسوجہ سے ابھی نہیں جہاد کیا کہ
لوگ آپکی نبوت پر ایمان لائیں جب تک اور اسباب عقلی نہ فراہم ہوئے۔ تو جناب
امیرؑ صرف اس غرض سے کیونکر جہاد کرتے کہ تم ہماری خلافت اور حکومت کیوں نہیں
مانتے کیا آپ کفار کے اوس عقیدہ کی تصدیق کرتے کہ مذہب ہے نہ دین صرف ایک سلطنت
قائم کی جاتی ہے

جناب امام حسینؑ اوس زمانہ میں ہیں جب اسلام۔ کفر۔ نفاق۔ کا فیصلہ ہو چکا ہے
نہ ارتداد کا جھگڑا ہے۔ جو مخالفین خلافت کیلیے محض اس غرض سے تراشا گیا تھا کہ
مسلمانوں میں جوش پیدا ہو اور پورے جوش سے کام لیں ورنہ ان مسلمانوں کو
کون مرتد کہ سکتا ہے جو خلیفہ ناجائز کی خلافت نہ مانے۔

جسطرح جناب رسالتمآب کی صلح حدیبیہ نے بہ نسبت جنگ کے اسلام کی حقیت
کو زیادہ پھیلایا تھا جسکو خدا نے انا فتحنا لک فتحا مبینا سے تعبیر کیا ہے اوسی طرح
جناب امام حسنؑ کے مصالحہ نے اور بھی حضرات کی حقیت کو دوبالا کر دیا کیونکہ امن
و امان کے قائم ہو جانیسے ہر شخص کو غور و فکر کا موقع ملا ادہر احادیث رسول اللہ
اپنی حقیت دکھانی شروع کی۔ اودہر اس ظالم تخت نشین کے ظلموں نے تمام عالم
کی آنکھیں کھول دیں کہ حق کیا ہے۔ کیونکہ ابتک خلفائے ثلثہ بطور ایک دیوتا کے

[illegible] ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اب دوسری طرح ہو جاوے کہ ایک [illegible] خلاف [illegible]

ہوتا کہ جناب امام حسینؑ بھی اسے صحیح کرتے تو پھر وہ ثابت شدہ حقیقت [illegible]

نہیں ہو جاتی کیونکہ اکثر ایسا صحیح ہی ہوتا کہ بعد سمجھتے جو خلیفہ ہو وہ بمشورہ مسلمین

ہو پھر یہی ممالک اسلامیہ میں شائع ہو چکی تھی۔ اگر جناب امام حسینؑ اسوقت سکوت

کرتے اور انکار فرماتے تقیہ ہوتے تو تمام عالم پر حقیقت یزید فاسق مسلم ہو جاتی کیونکہ سب

جانتے تھے جناب امام حسینؑ اسوقت موجود تھے جب صلحنامہ ہوا اور اسمیں شرط تھے جب

تمام عالم کو خبر ہو چکی تھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ امام حسینؑ اس سے ناواقف ہوں لہذا

اسوقت کا سکوت صاف بتا دیتا کہ آپ بھی اس خلافت پر راضی ہیں اور یہ خلیفہ

باجماع مسلمین ہوا ہے لہذا جو فعل اسکا ہوتا وہ حکم شریعت سمجھا جاتا۔

یہی باعث تھا کہ کسیطرح سے جناب امام حسینؑ اسوقت سکوت نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان

حضرات کا سکوت یا جہاد جو کچھ ہوتا وہ بغرض حفاظت اسلام ورنہ اس خاندان نے تو

موت کا تو کبھی خیال ہی نہ کیا کہ موت کیا چیز ہے۔

بیان ایک مکالمہ جناب امیر المومنینؑ کا بعد جنگ صفین تاریخ کامل علامہ ابن

اثیر جزری سے درج کیا جاتا ہے جو اہل فہم کے لئے کافی ہے۔ جب حضرت صفین سے جانب

کوفہ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ودیعہ انصاری سے ملاقات ہوئی اوسے حضرت نے

اس معاملہ میں دریافت کیا کہ اہل الرائے کیا کہتے ہیں۔ قال یقولون ان علیا

کان له جمع عظیم ففرقه وکان له
حصن حصین فهدمه فحتی یبنی ما
هدم وحتی یجمع ما فرق ولو کان مضی
بمن اطاعه اذ عصاه من عصاه
[illegible]

تو عبداللہ بن ودیعہ نے کہا کہ لوگ کہتے
ہیں حضرت علیؑ کے لئے ایک مجمع عظیم
تھا جسکو انہوں نے متفرق کر دیا اور
ایک قلعہ مستحکم تھا جسکو توڑ دیا [illegible]
[illegible]

فقال علی انا ما حدثت ام هم صنعوا انا فرقت امرهم و انما قاتلهم وكان معي من اطاعني حتى ظفروا او هلكت فوالله ما خفي هذا عني وان كنت لسخيا بنفسي عن الدنيا طيب النفس بالموت ولقد هممت بالاقدام على القوم فنظرت الى هذين قد ابتدراني يعني الحسن والحسين ونظرت الى هذين قد استقدماني يعني عبدالله بن جعفر ومحمد بن علي فعلمت ان هذين ان هلكا انقطع نسل رسول الله صلعم من هذه الامة وكرهت ذلك واشفقت على هذين ان يهلكا وايم الله لئن لقيتهم بعد يومي هذا لالقينهم وليسوا معي في عسكر ولا دار

نے متفرق چھوڑے چلے اور مخالفین سے جنگ کرتے خواہ ظفریاب ہوتے یا ہلاک ہوتے تو پھر آپکی عقل کی بات تھی۔

حضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا۔ مجمع کو اونہون نے متفرق کیا یا ہمنے؟ اس قلعہ کو اونہون نے توڑا یا ہمنے؟

رہا یہ قول اونکا کہ ہم اونلوگون کی معیت مین جنگ کرتے جو ہمارے مطیع تھے یہانتک کہ یا ظفر پاتے یا ہلاک ہوتے۔ قسم بخدا یہ راے مجھسے مخفی نہ تھی۔ اور نہ مجھے اپنی جان کی کبھی پروا تھی۔ بلکہ مین جان دینے مین سب سے زیادہ سخی ہون اور موت کو راحت اپنی جانتا ہون۔ اور مینے اسکا قصد بھی کیا کہ اقدام کرون مگر کیا کرتا کہ ان دونون امام حسنؑ و امام حسینؑ کو دیکھا کہ آگے بڑھے جاتے ہین۔ اور ان دونون عبداللہ بن جعفر طیار و محمد بن الحنفیہ کو دیکھا میرے پیش پیش ہین۔ لہذا مینے خیال کیا کہ اگر وہ دونون قتل ہوگئے تو نسل رسول اس امت

سے منقطع ہوجائیگی یہ مجھے گوارا نہ ہوا۔ اور ان دونون سے ہلاکت کا خوف
[illegible]

کہ یہ دونو میرے ساتھ نہ جنگ میں ہونگے نہ گھر میں -

اس کلام سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت نے اپنے درد دل کو کن لفظوں میں ظاہر کیا ہے - اور پھر امت کی شقاوت کو کیونکہ حضرت اپنا یقین کامل ظاہر فرماتے کہ اگر میں ثبات قدم کو اختیار کرتا اور رائے جنگ کو قائم رکھتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ جناب امیر ہوتے اور حسنین علیہم السلام اور حضرت عبداللہ بن جعفر و محمد بن حنفیہ ضرور شہید ہوتے کیونکہ عبداللہ بن ودیعہ نے کہا تھا کہ آپ اونکو اپنے ساتھ لیکر گئے تھے جو آپکے مطیع ہیں - اسکو آپنے ظاہر کردیا کہ مطیعین کی اصلی تعداد یہی ہے جنمیں تین تو آپکے صاحبزادے ہیں جناب امام حسن و امام حسینؑ - محمد بن الحنفیہ - چوتھے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر جنکی شہادت ایسی حالت میں ضروری تھی - چنانچہ تصدیق اسکی واقعہ کربلا میں ظاہر ہوئی -

اس کلام سے آپکو جناب امیرؑ کی اوس مصیبت یا مصلحت کا بھی پتہ چلیگا جو بعد وفات رسول اللہ سقیفہ کے معرکہ میں پیش آیا کہ اوسوقت حسنین علیہم السلام آٹھہ نو برس کے تھے اس قابل بھی نہ تھے جو تلوار سنبھالتے - تو بتائیے اگر جناب امیرؑ اوسوقت جنگ کرتے تو نتیجہ کیا ہوتا اگر فتحیاب ہوتے تو کفار کا یہ الزام کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا اور قوی ہوجاتا یہی معرکہ پیش کیا جاتا کہ بعد رحلت رسول اونکے داماد و وصی نے سارے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا - اور پھر جم غفیر اہل اسلام کی تباہی کے بعد کفار کسطرح کا ہجوم کرتے کیونکہ صحابہ تنہا نہ تھے اونکی ایسی جمعیت تھی کہ رسول اللہ کا ہزاروں نفس ایک طرف رہا - اونکی جمعیت ایکطرف تھی - پس اگر اونپر فتحیاب بھی ہوتے تو کفار تباہ کر ڈالتے جس سے اسلام کا نام ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہوتا -

اب دوسرا پہلو تو جو یقینی ہے کہ حضرت قتل کئے جاتے کیونکہ آپکے قبیلہ میں بجز حضرت عباس و عقیل دو بوڑھے کمزور کے سوا تیسرا آدمی نہ تھا - تو بتائیے کیا حضرت

کی شہادت کے بعد حسینؑ محفوظ رہتے جنکی حفاظت کا خیال معرکہ صفین مین آپکو روک رہا تھا
اگر وہ ایسے ہی ایماندار ہوتے تو پھر خلافت ہی کیون لیتے اور جناب سیدہ کی کیا حالت ہوتی
کیا ممکن تھا کہ جسطرح حضرت زینب و کلثوم اسیر ہوئین جناب سیدہ اسیر نہ ہوتین جنکے گھر مین آگ
لگائی گئی تھی اور در گرایا گیا جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔

تو بتاؤ پھر اسلام پر کیسا الزام آتا کہ یہ وہ مذہب ہے جسنے رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی اونکے
داماد اور نواسون کو قتل کیا اور اونکی پیاری بیٹی کو قید کیا۔

کیا ممکن تھا جناب امیر حتی المقدور اس الزام کو اسلام پر آنے دیتے۔ لا واللہ جب اسلام کے
وہ مربی تھے جب اسلام کے وہ باپ تھے۔ کیونکر گوارا کرتے کہ اتنے امر کیلئے کہ تمہاری حکومت
مانی جائے ایسا کام کیجئے جس سے بہرحال اسلام داغدار ہوتا اور ایسا الزام قائم ہوتا
کہ قیامت تک نہ اوٹھ سکتا اور پھر اسلام کہان رہتا کیونکہ اسلام کے ہادی اور مربی تو
حضرت ہی تھے۔

یہ واقعہ کربلا ان مدعیان اسلام کی نگاہون مین خود غرضی کیوجہ سے گو اہمیت
نہ رکھتا ہو مگر مخالفین اسلام کی تحریرون کو دیکھیے اور اہل فہم سنی سے پوچھیے کہ کسطرح
وہ اس واقعہ سے شرماتے ہین اور مخالفین اسلام۔ اسلام پر بے وفائی۔ اور غدر کا کیسا
الزام قائم کرتے ہین کہ غیرت دار مسلمان تو گڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ جواب دیا جائے کہ معاذ اللہ
امام حسین اسی قابل تھے کہ شہید کر دئے جاتے جیسا کہ بعض نواصب اہلسنت کا خیال ہے
کہ قتل بسیف جدہ۔ تو رسول اللہ پر کیسا الزام آتا ہے کہ اونکا حقیقی فرزند معاذ اللہ
ایسا تھا جو خود اونکی شریعت سے واجب القتل قرار پایا۔ صحابہ کے کفر و نفاق پر اہلسنت بھی
اعتراض کرتے ہین کہ رسول اللہ کی تعلیم ناقص ٹھہرتی ہے اور جب خود حضرت کی صلبی اولاد
ایسی ہوتی تو یہ الزام کیسا وسیع ہوتا

اگر یہ جواب دیا جائے کہ نہین وہ حقدار تھے مظلوم ہوکر قتل کئے گئے۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے
کہ کیا اوس زمانہ مین کوئی مسلمان نہ تھا جو آپکی مدد کرتا اور اگر مدد نہین کی گئی تو اب
کیون نہین اونکے قاتلون پر عام طور سے لعنت کی جاتی۔ بلکہ اوسکے عوض قاتل سے ہمدردی

کی جاتی ہے۔ اور قتل کا جشن منایا جاتا ہے۔

جناب امیرؑ نے جو تقریر فرمائی ہے اگر اوس پر غور کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہو کہ حضرت اس امت جفا کار سے ایسا مایوس تھے کہ آپکو علم الیقین اسکا حاصل تہا کہ کبھی یہ قوم ثابت قدم نہین رہ سکتی اسلئے آپنے صاف صاف فرمایا اناھدمت امرھدموا یعنی یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ خود تو اس قلعہ مستحکم کو گرائین اور ہمپر الزام دین خود تو اس مجمع کو متفرق کرین اور الزام ہمپر لگائین۔ اسکے بعد آپنے اس کو بھی ظاہر کردیا کہ اگر ہم لڑتے تو نتیجہ یہی ہوتا کہ حسنینؑ شہید ہوتے اور عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ (جو آپکے فرزند تھے) مارے جاتے۔ کیونکہ کوئی ساتھ دیتا سب مخالف ہوجاتے۔ چنانچہ ہو ہی گیا کہ اوسیوقت سب آمادہ قتل تھے کہ اگر آپ جہاد نہ موقوف کرینگے تو ہم پکڑکر معویہ کے حوالہ کردینگے۔ جب لشکر کا یہ رنگ تھا تو حضرت لڑتے کن سے خود آپ ہی کی فوج آپسے جنگ کرتی۔ تو کیا ممکن تھا ہزارون آدمی کے مقابلہ مین جناب امیرؑ سربر ہوتے۔ اور اگر آپ سربر نہوتے تو یہ غیر ممکن تہا کہ حسنینؑ تو زندہ رہتے اور آپ مارے جاتے کیونکہ حضرت فرمارہے ہین یہ دونو تو ہروقت ہمارے پیش پیش ہین۔

اب بتائے کہ اگر حسینؑ شہید ہوجاتے تو جناب امیرؑ کو یہ زندگانی کیسی معلوم ہوتی۔ اور اس خلافت مین کیا مزہ آتا پھر یہ جو الزام قائم ہوتا کہ حسنینؑ کو شہید کرادیا کہ دنیا نسل رسولؐ سے خالی ہوگئی یہ کیسا الزام تہا۔ کیونکہ آپ دیکھ چکے ہین حضرت عمارؓ جو جنگ صفین مین گئے جنکے بارہ مین حدیث متواتر رسول اللہ کی ہے کہ عمار کو فرقہ باغیہ قتل کریگا۔ اوسکا جواب معویہ نے کیا دیا۔ یہی کہ ہمنے قتل کیا نہین۔ علی نے قتل کیا کیونکہ وہی لائے تھے اونہین نے قتل کرایا جسکا جواب حضرت نے دیا تو پہر حضرت حمزہ کے قاتل رسول اللہ ہوئے اس سوال و جواب کو مینے اسلئے لکھا کہ آجتک اہلسنت اوس حدیث کی بھی تاویل کرتے ہین اور اسیطرح اسکا اقرار نہین کرتے کہ معویہ باغی تہا تو اگر جناب حسینؑ اس معرکہ مین شہید ہوجاتے تو طرفداران معویہ کیا نہ الزام قائم کرتے کہ حضرت ہی نے حسنین علیہم السلام کو قتل کرایا۔

افسوس کہ تمہید مین طول ہوا ورنہ ہماری غرض یہان ادا ہو

بحث کرنی ہے جو جناب امام حسین ع کو بوقت بیعت طلبی یزید راے دیگئی تھی کہ آپ مکہ مین قیام کرین یا آپ مدینہ ہی مین قیام فرما کر اظہار مخالفت کرین۔ یا یمن تشریف لیجائین کہ وہان آپکے شیعون کی تعداد زیادہ ہے۔

پہلی راے کے نتائج ہم تفصیل مع الاجمال لکھ چکے کہ وہ نہایت خطرناک راے تھی کہ آپ مکہ مین قیام فرما کر پہنچا انھین کو دفع کرتے۔

جن لوگون نے حضرت کو قیام مکہ کی راے دی تھی اونکا یہ گمان تھا کہ یزید بیت اللہ کی حرمت کا پاس ضرور کریگا کہ خدا نے جس خانہ کعبہ کی نسبت فرمایا ہے من دخلہ کان آمنا - اوسکی حرمت تو مسلم ہے۔ مگر حضرت نے چند روز قیام فرما کر دکھا دیا کہ اس یزید کے ہاتھون حرمت خانہ کعبہ کا محفوظ رہنا محالات سے ہے۔ اسلئے آپنے اسکو نہ گوارا کیا کہ حرمت خانہ کعبہ کی ضایع ہونے مین کسیطرح بہی ہم شریک ہون۔ اسلئے آپ بار بار فرماتے رہے کہ اگر خانہ کعبہ سے ایک بالشت دور ہٹ کر شہید ہون تو دو بالشت علیحدہ ہونا زیادہ پسند ہے۔

اس امر کو حضرت نے مکرر سہ کرر حدیث رسول اللہ سے بتایا اور آپنے ایسی تعمیل فرمائی کہ عین اوس روز کہ حج شروع ہوتا ہے۔ آپنے سفر عراق اختیار کیا کیونکہ آپکو اسکا یقین تہا کہ اگر مین یہان رہا تو ضرور قتل ہونگا یا گرفتار۔

اسکے علاوہ اور جو مفاسد تھے وہ سابق تحریر مین مرقوم ہوچکے کہ ابن الزبیر نے بمخالفت حکم رسول یہان خلافت قائم کی تو اوسے کیا نتیجہ ملا۔

اب دوسری راے کے مفاسد ملاحظہ ہون کہ عبد اللہ بن عمر نے یہ راے دی تھی کہ آپ مدینہ منورہ مین قیام فرمائین۔ اگرچہ اصلی راے تو اونکی یہ تھی کہ آپ یزید کی بیعت کرلین۔ جو ایک ایسی بیہودہ راے تھی کہ اوسپر بحث کی ضرورت ہی نہین۔

مگر ہان یہ امر ممکن تہا کہ حضرت مدینہ مین قیام فرماتے جو آپکا وطن بہی تہا اور جد امجد کا مزار بھی وہین تہا جسکے آپ مجاور تھے نبوت کا بہی۔ یہی مرکز تہا تین خلیفہ یہی یہین خلافت کرچکے تھے۔ دشمن کے حدود ملکی سے بھی دور تھا جہان چڑھ کر اوسکا آنا ملک شام سے آسان نہ تہا۔ یہ سب مصالح ایسے ہین جو بادی النظر مین ہر طرح قابل اطمینان ہین کیونکہ گو لاکہون دشمن ہین

تو ہزارون دوست بھی ہین کہانتک نہ وہ امداد کرتے۔

مگر ہم حضرت کے علم امامت اور اون مصالح حکمیہ سے بھی قطع نظر کرلین جو حضرت کے پیش نظر تھے۔ اور ہمکو اونپر اطلاع بھی نہین ہوسکتی تو معمولی امور پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی طرح شہر مدینہ اس قابل نہ تہاکہ آپ اوسکو مرکز خلافت بناتے اور شر اعدا سے محفوظ رہتے۔

کیونکہ اولاً خود رسول اللہ نے اسکو اپنا حرم بنایا تھا جسمین تلوار اوٹھانا اور جنگ کرنا ویسا ہی ممنوع تھا جیساکہ مکہ معظمہ مین جنگ کرنا ممنوع ہے ثانیاً خود رسول اللہ نے جب جہاد کیا تو مدینہ سے باہر نکلکر بہ استثنای جنگ خندق جسمین اہل اسلام پر ایسی مصیبت نازل ہوئی تھی کہ کسی جنگ مین ایسی مصیبت سے سامنا نہ پڑا۔ ایسا غیر محفوظ مقام تھا کہ رسول اللہ کو خندق کہودنا پڑا۔ پس جب خود رسول اللہ نے اس شہر کو کبھی قابل جنگ نہ جانا تو جناب امام حسین کیونکر اسے قابل جنگ سمجھتے۔ کیا آپ ان مصالح کو رسول اللہ سے زیادہ جان سکتے تھے۔ کیا اہل اسلام آپکے ویسے ہی مطیع تھے جیساکہ جناب رسالتمآب کے مطیع تھے۔

پس اگر ہم سب باتونسے قطع نظر کرلین تو صرف یہی امر کافی ہے اسکے لئے کہ حضرت اس مخالفت کی حالت مین یہان قیام نہ فرماتے یہی وجہ تھی کہ اسلام پر ہزارون انقلاب آئے ہزارون مقام پر سلطنت وخلافت قائم ہوئی مگر مدینہ مین نہ کبھی بادشاہت ہوئی نہ خلافت۔

تیسرے جناب امام حسین کے پیش نظر وہ آیات بھی تو ہین جو خدا نے اون صحابہ مہاجرین کے نسبت ارشاد فرمایا جو مدینہ کے باشندے تھے۔ ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم سورہ توبہ یعنی اہل مدینہ سے وہ لوگ ہین جو سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا اونکو ہم اونکو جانتے ہین عنقریب ہے کہ ہم اونکو دو مرتبہ عذاب کرینگے پھر وہ لوگ پھیرے جائینگے عذاب الیم کی طرف۔

پھر کیونکر ممکن تہا کہ جناب امام حسین اون لوگون سے کوئی امید رکھتے جنکے خمیر مین نفاق داخل تہا اور خدا نے اونپر دو مرتبہ عذاب کرنیکا وعدہ کیا ہے۔

ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔

خبردار ہو۔ وہ لوگ کہ دوست رکھتے ہو تم اونکو اور وہ تمکو دوست نہین رکھتے۔ اور تملوگ ایمان لائے ہو ساتھ کل کتاب کے۔ اور جب تم سے ملاقات کرتے ہین توکہتے ہین ہم سب ایمان لائے۔ او رجب خالی ہوئے توکاٹتے ہین انگلیان اپنی غصہ سے تملوگ پر۔ کہ تو مرو تم اپنے غصہ میں خدا علیم ہے ... کی باتون سے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین آل عمران

اور نہین ہین محمد مگر رسول کہ پہلے اونکے بہت سے پیغمبر گذرے ہین۔ کیا اگر وہ مرین یا مارے جائین تو پھر جاؤگے تملوگ اپنی ایڑیون پر۔ او رجو پھر جائیگا اپنی ایڑیون پر۔ پس ہرگز ضرر پہونچائیگا۔ اللہ کو کچھ اور قریب ہے کہ اللہ جزا دے شکر کرنیوالونکو۔

سورہ برارت مین فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض رضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئ قدیر۔

اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو کیا وجہ ہے کہ جب کہا جاتا ہے تمسے کہ نکلو طرف خدا کی راہ کے تو بوجھل ہوجاتے ہو طرف زمین کے کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے آخرت سے پس نہین ہے فائدہ زندگانی دنیا کا آخرت مین مگر کم اگر نہ نکلوگے تو خدا عذاب کریگا عذاب الیم۔ اور بدل لادیگا قوم جو غیر تمہاری ہے اور نہ ضرر کروگے اسکو کچھ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اسی مضمون کو پھر خداوند عالم سورہ محمد مین فرماتا ہے انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو وان تؤمنوا وتتقوا یؤتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم ان یسئلکموھا

تبخلوا و یخرج اضغانکم - ھا انتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل و من یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی و انتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

یعنی نہین ہے۔ زندگانی دنیا مگر کھیل اور تماشا۔ اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو دیگا تمکو ثواب تمہارا اور نہ مانگیگا تمسے سارے مال کو تمہارے۔ اگر مانگے تمسے وہ مال پس تنگ کرے تمکو۔ تو بخالت کرنے لگو اور نکال دے تمہاری بدنیتی کو۔ خبردار ہو تمکو کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو خدا کی راہ مین تو تمسے بعض تو وہ ہین جو بخالت کرتے ہین - اور جو بخالت کرتا ہے نہین بخالت کرتا ہے مگر اپنی نفس سے اور خدا غنی ہے - تمہی لوگ فقیر ہو اور اگر پھر جاؤ تم تو بدل دیگا ایک قوم سوائے تمہارے پھر نہ ہونگے وہ لوگ مانند تمہارے۔

سورۂ احزاب مین فرماتا ہے (۱) یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا۔ (۲) اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا (۳) ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا (۴) واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا (۵) واذ قالت طائفۃ منھم یا اھل۔

ترجمہ شاہ عبدالقادر) اے ایمان والو یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جسوقت آپڑی تم پر بہت سی لشکر تو بھیجے ہمنے اوپر اندھی اور ایسی لشکر کہ نہ دیکھا تمنے اور ہاللہ دیکھنے والا ہے تمہارے عملونکا (۲) جسوقت کہ آئے وہ لوگ تمپر اوپر (پہاڑونسے) سے اور نیچے (زمین) سے اور جسوقت ٹیڑہی ہوین آنکھین اور پہونچ گئے دل حلق کو دمنہ کو کلیجے آنے لگا) اور اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنےلگے (۳) وہین تو آزمائے گئے مومن اور ہلائے گئے (دل) ہلانا سخت (۴) اور جبکہ کہنے لگے منافقین اور وہ لوگ کہ اونکے دلون مین مرض ہے - نہین وعدہ

يثرب لا مقام لكم فارجعوا ويستاذن
فريق منهم النبي يقولون ان
بيوتنا عورة وما هي بعورة
ان يريدون الا فرارا (٦)
ولو دخلت عليهم من اقطارها
ثم سئلوا الفتنة لاتوها و
ما تلبثوا بها الا يسيرا (٧)
ولقد كانوا عاهدوا الله من
قبل لا يولون الادبار وكان
عهد الله مسئولا (٨)
قل لن ينفعكم الفرار ان فررتم
من الموت او القتل واذا لا
تمتعون الا قليلا
(٩) قل من ذا الذي يعصمكم
من الله ان اراد بكم سوء
او اراد بكم رحمة ولا يجدون
لهم من دون الله وليا و
لا نصيرا (١٠) قد يعلم الله المعوقين
منكم والقائلين لاخوانهم
هلم الينا ولا ياتون الباس
الا قليلا (١١) اشحة عليكم
فاذا جاء الخوف رايتهم ينظرون
اليك تدور اعينهم كالذي

گیا تھا ہمسے خدا ورسول نے مگر فریب
دینے کو (١٥) اور جسوقت کہا ایک
گروہ نے اونمیں سے کہ اے اہل مدینہ۔
نہین ہے جگہ رہنے کی تمہارے لئے پس
پھر جاؤ۔ اور ایک فرقہ اون مین سے
اجازت مانگتا تھا نبی سے۔ کہتے تھے
کہ ہمارے گھر خالی ہین حالانکہ وہ خالی
نہ تھے نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا (٦) اور
اگر داخل کئی جائین اوپر لشکر اوسکی
ناکون سے۔ اور پھر اونسے خواہش
کی جائے فتنہ وفساد کی تو پہونچ جائین
اوسکے لئے اور نہ ٹھہرین اوسکے لئے مگر
تھوڑا (٧) حالانکہ اونھون نے عہد
کیا تھا اللہ سے پہلے اس کے کہ نہ پھیرینگے
پیٹھ اور ہے عہد اللہ کا سوال کیا گیا۔
(٨) کہ تو ہرگز فائدہ نہ دیگا تمکو بھاگنا اگر
بھاگو تم موت سے یا قتل سے اور اسوقت
نہ فائدہ دئے جاؤگے مگر تھوڑا (٩)
کہہ کون ہے جو بچائیگا تمکو خدا سے اگر
وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ برائی کا
یا ارادہ کرے تمہارے ساتھ رحمت کا
اور نہ پائینگے وہ واسطے اپنے سوائے
خدا کے کوئی دوست اور نہ مدد دینےوالا

يغشى عليه من الموت فاذا
ذهب الخوف سلقوكم بالسنة
حداد اشحة على الخير اولئك
لم يؤمنوا فاحبط الله اعمالهم
وكان ذلك على الله يسيرا
(۱۲) يحسبون الاحزاب لم
يذهبوا وان يات الاحزاب
يودوا لو انهم بادون فى الاعراب
يسئلون عن انبائكم ولو كانوا
فيكم ما قاتلوا الا قليلا (۱۳)
لقد كان لكم فى رسول الله
اسوة حسنة لمن كان يرجوا
الله واليوم الاخر وذكر الله كثيرا
(۱۴) ولما را المومنون الاحزاب
قالوا هذا ما وعدنا الله و
رسوله وصدق الله ورسوله
وما زادهم الا ايمانا وتسليما

(۱۰) ضرور جانتا ہے اللہ دیر کرنیوالونکو
تمسے اور کہنے والونکو اپنے بھائیونسے
کہ چلے آؤ ہماری طرف اور نہین آتے
لڑائی مین مگر بہت کم۔ (۱۱) جان چراتے
ہوئے اوپر تمہارے۔ پس جب آئے
خوف تو دیکھیگا تو اونکو کہ دیکھتے ہین
طرف تیرے۔ پھرتی ہین آنکھین اونکی
مانند اسکے کہ غشی آتی ہے۔ اوپر اوسکے
موت سے۔ پس جسوقت جاتا رہتا ہے
خوف تو بیٹھتے ہین تمہارے درمیان پر
ساتھ زبانون تیز کے بخیلی کرتے ہوئے
اوپر بھلائی کے۔ یہ لوگ ایمان نہین لائے
پس ناپید کردئے اللہ نے عمل اونکے اور
ہے یہ اللہ پر آسان (۱۲) گمان کرتے
ہین کفار کی جماعتون کو کہ نہین گئے۔
اور اگر آوین وہ جماعتین تو دوست
رکھینگے کہ کاش وہ جنگل مین رہتے گنوارون
مین۔ پوچھا کرتے تمہاری خبرین۔ اور اگر ہوتے درمیان تمہارے تو نہ لڑتے مگر تھوڑا (۱۳)
البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کی پیروی اچھی۔ اوسکے لئے جو امید رکھتا
ہے۔ خدا کی اور روز قیامت کی۔
اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت (۱۴) اور جسوقت دیکھا مومنون نے کافرون کی جماعت
کو تو کہا اونہون نے یہ ہے جو وعدہ دیا تھا ہمکو خدا اور رسول نے اور سچ کہا تھا اللہ و
رسول نے اور نہ زیادہ کیا۔ تو مگر ایمان اور اطاعت کرنا۔

اور سورہ محمد مین فرماتا ہے (۱) ویقول
الذین اٰمنوا لولا نزلت سورۃ
فاذا انزلت سورۃ محکمۃ وذکر
فیہا القتال رایت الذین فی
قلوبہم مرض ینظرون الیک
نظر المغشی علیہ من الموت
فاولی لہم (۲) طاعۃ وقول
معروف فاذا عزم الامر فلو صدقوا
اللہ لکان خیرا لہم (۳) فہل
عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض وتقطعوا ارحامکم
اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم
واعمی ابصارہم (۴) افلا یتدبرون
القران ام علی قلوب اقفالہا
(۵) ان الذین ارتدوا علی
ادبارہم من بعد ما تبین لہم
الہدی الشیطن سول لہم و
املی لہم (۶) ذلک بانہم قالوا
للذین کرہوا ما نزل اللہ
سنطیعکم فی بعض الامر واللہ
یعلم اسرارہم (۷) فکیف اذا
توفتہم الملئکۃ یضربون وجوہہم
وادبارہم (۸) ذلک بانہم

(۱) اور کہتے ہین وہ لوگ کہ ایمان
لائے کیون نہین نازل کیا جاتا کوئی
سورہ۔ پس جب نازل کیا گیا کوئی سورہ
محکم اور ذکر کیا گیا اوس مین لڑائی کا
تو دیکھا تونے ان لوگون کو جنکے دلمین
مرض ہے۔ کہ دیکھتے ہین طرف تیرے
جیسا کہ دیکھتا ہے وہ شخص کہ بیہوشی
آتی ہے اوسپر موت سے۔ پس ڈرا
ہے واسطے اونکے (۲) مطابق اونکی
فرمانبرداری ہے اور قول معقول ہے
پس جب مقرر ہو حکم پس اگر سچ بولین
اللہ سے البتہ ہو بہتر واسطے انکے (۳)
پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے
کہ اگر والی ہو تم حکم کے (یعنی حاکم ہو)
تو فساد کرو زمین مین۔ اور قطع رحم
کرو یہی لوگ ہین جنپر لعنت کی ہے
اللہ نے پس بہرا کر دیا اللہ نے انکو اور
اندھا کر دیا اونکی آنکھونکو (۴) پس کیا
نہین تدبر کرتے قرآن مین اور کیا اونکے
دلون پر قفل ہین اوسکے (۵) تحقیق
جو لوگ کہ مرتد ہوئے اپنی پشت پر
بعد اسکے کہ ظاہر ہوئی اونکے لئے ہدایت
شیطان نے اونکو زینت دی اور ڈھیل

اتبعوا ما اسخط الله وكرهوا
رضوانه فاحبط اعمالهم
(۹) ام حسب الذين في قلوبهم
مرض ان لن يخرج الله اضغانهم
ولو نشاء لاريناكهم فلعرفتهم
بسيماهم (۱۰) ولتعرفنهم في لحن
القول والله يعلم اعمالكم (۱۱)
ولنبلونكم حتى نعلم المجاهدين
منكم والصابرين ونبلوا اخباركم
(۱۲) ان الذين كفروا وصدوا
عن سبيل الله وشاقوا الرسول
من بعد ما تبين لهم الهدى
لن يضروا الله شيئا وسيحبط
اعمالهم (۱۳) يا ايها الذين آمنوا
اطيعوا الله واطيعوا الرسول
ولا تبطلوا اعمالكم

دیا اونکو (۶) یہ بسبب اسکے ہے کہ
کہا اونہوں نے واسطے اون لوگوں کے
کہ کراہت کرتے تھے اوس چیز سے
جسے نازل کیا خدا نے - کہ ہم تمہاری
اطاعت کرینگے بعض امر میں - اور خدا
جانتا ہے اونکے بھیدوں کو (۷) پس
کیا حال ہوگا اونکا جب قبض کرینگے
فرشتے اون کی روحوں کو مارتے
ہوئے اونکے منہ اور پیٹھوں کو اوپر
(۸) یہ بسبب اسکے ہے کہ پیروی
کی اونہوں نے اوس چیز کی کہ ناخوش
کرتی ہے اللہ کو - اور مکروہ رکھی اوسکی
رضامندی پس ناپید کیا اللہ نے اونکے
عمل کو (۹) کیا گمان کرتے ہیں وہ
لوگ کہ اونکے دلوں میں بیماری ہے
یہ کہ نہ نکالیگا اللہ بغض اونکے - اور
اگر ہم چاہیں البتہ دکھا دیں ہم تمکو اونلوگوں کو - پس البتہ پہچان لیگا تو اونکو اونکے
چہروں سے (۱۰) اور البتہ پہچانے تو اونکو لول چال میں اور اللہ جانتا ہے
تمہارے عملوں کو (۱۱) اور البتہ آزمائینگے ہم تمکو یہانتک کہ ظاہر کر دیں جہاد
کرنے والوں کو تم سے اور صبر کرنے والوں کو - اور آزمائیں تمہاری خبروں کو -
(۱۲) تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اور روکا انہوں نے خدا کی راہ سے اور
مخالفت کی رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوئی واسطے انکے ہدایت - ہرگز نقصان دینگے
خدا کو کچھ اور قریب ہے کہ ناپید کر دے اونکے اعمال کو - (۱۳) اے لوگو جو

ایمان لائے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو
اپنے عملون کو۔

یہ قرآن مجید کی آیتین ہین جنپر ایمان لانا اور سچ ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے
لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اسکی شان ہے۔ نہ صحاح
ستہ کی روائتین ہین جنپر کچھ بحث کی جاے اور ضعیف و صحیح کا ہیر پھیر لگایا
جاے۔ بلکہ نہایت فصاحت سے خداوند عالم فرماتا ہے کہ اہل مدینہ جسمین مہاجر
و انصار سب داخل ہین۔ سرکشی کرتے ہین نفاق پر۔ رسول اللہ اونکی ہدایت کو
دوست رکھتے ہین۔ مگر وہ رسول کو نہین دوست رکھتے۔ منہ پر تو ہر طرح کی بات
بناتے ہین اور جب سامنے سے علحدہ ہوئے۔ غصہ سے انگلیان کاٹتے ہین کہ
کیون انکو عروج ہو رہا ہے انکے دین کو ترقی ہو رہی ہے۔ دیکھو حضرت عباس
کی شکایت قریش سے اصلاح ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۹ سنہ

یہ لوگ مہاجر و انصار ایسے ہین کہ خدا انکے ارتداد کی صریحی لفظون مین خبر دے
رہا ہے کہ اگر رسول اللہ وفات پائین یا قتل ہو جائین تو کیا تملوگ مرتد ہو جاؤگے
یعنی ضرور ایسا ہوگا مگر اس سے خدا کا کچھ نہ بگڑیگا۔

اسی مضمون کو حضرت نے حدیث اصحابی مین ادا فرمایا ہے جو تمامی صحاح ستہ
مین ہے سیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یا
رب اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک
فانہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم کہ کچھ لوگ
ہماری امت سے گرفتار ہو کر جہنم مین جائینگے تو مین عرض کرونگا خدایا یہ تو میرے
اصحاب تھے اوسوقت سے آواز آئے گی تم نہین جانتے انہونے کیا کیا بدعتین کین بعد

سنہ قرۃ العینین شاہ ولی اللہ مین ہے کہ حضرت عباس نے رسول اللہ سے شکایت کی کہ قریش
جب باہم ملاقات کرتے ہین تو خوش اور مسرور ہوتے ہین اور جب ہملوگونسے ملاقات ہوتی ہے تو اونکی
وہ حالت نہین رہتی۔ اس خبر سے رسول اللہ ناراض ہوئے اور فرمایا قسم خدا کی کوئی شخص مومن نہین
ہو سکتا جبتک تملوگونکو خدا اور رسول کے لئے دوست نہ رکھے انتہی ملخصا

بعد تمہارے جیسے تمنے انسے مفارقت کی ہمیشہ مرتد رہے۔

انقلبتم علی اعقابکم قرآن کی آیت ہے اور لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم حدیث کا فقرہ ملاکر دیکھو تو سارا معنی حل ہوجائے۔

سورہ احزاب کی ایسی واضح اور روشن آیتین ہین کہ کچھ تشریح کی بھی ضرورت نہین خدا اصحابہ کے نفاق دیرینہ کو کن لفظون سے ظاہر کر رہا ہے کہ اوس سے بڑہکر کوئی لفظ نہین ہوسکتا جس سے انکی خیانت کا اظہار ہوسکے۔

جنگ احزاب کہتے ہین جنگ خندق کو جسمین رسول اللہ کو خاص مدینہ منورہ مین کفار سے جنگ کرنا پڑا ہے۔ مگر صحابہ کے نفاق اور کینہ سے حضرت کو خندق کہودنی پڑی ہے۔ اور اسقدر ایذائین حضرت کو ان مہاجرین و انصار سے اوٹہانی پڑی کہ خداوند عالم کو اسطرح انکی صریحی مذمت کرنی پڑی حالانکہ خداوند عالم ستار العیوب ہے کسی کی پردہ دری نہین چاہتا۔ مگر یہان ایسے واقعات پیش آئے کہ اظہار اونکا ضروری ہوا۔

اس جنگ خندق کے حالات تمام عالم کو معلوم ہین تواریخ مین لبشرح و لبسط تمام مذکور ہے نہ اس مین کوئی طولانی جنگ ہوئی ہے نہ زیادہ خونریزی بلکہ صرف عمرو بن عبدود کے مارے جانے پر یہ سارا جوش و خروش فرو ہوگیا۔ مین اوس مقدس فاتح کا نام نہین لیتا جسکے ایک حملہ نے نہ صرف اوسی ملعون کو واصل بجہنم کیا بلکہ سارے قریش کا قدم اوکھڑ گیا۔ مگر یہ ضرور کہونگا کہ عمرو بن عبدود ایسا بہادر تھا کہ خلیفہ دوم اوسکا نام لیکر تمام مسلمانون کو ڈراتے تھے کہ یہ ایسا بہادر ہے کہ مینے خود اپنی آنکھون دیکھا ہے۔ اس بہادر نے ہزار جوانونکا تنہا مقابلہ کیا سپر نہ رہی تو اسنے ایک اونٹ کو یا اونٹ کے بچہ کو پکڑ کر اوٹھالیا اور اوسی کو سپر بنایا جس سے سب گریزان ہوئے۔

عمرو بن عبدود کی شہرت کچھ پہلے سے کم نہ تھی حالانکہ جنگ بدر مین وہ زخمی ہوچکا تھا۔ مگر جسکے ایسے ایسے مداح ہون پھر اوسکے نام و نمود کا کیا کہنا۔ اور

خاص کر ایسے مقام پر کہ وہ ھل من مبارز کی صدا دیتا ہو اور خلیفہ دوم اوسکی اسطرح مدح سرائی کریں تو پھر مسلمانون مین کہان جرأت تھی جو مقابلہ کو نکلتے۔

انہی واقعات کی طرف خداوند عالم اشارہ کرتا ہے واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا۔ مسلمانون کی آنکھین کج ہو گئین کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ طرح طرح کی بدگمانی خدا کے ساتھ پیدا ہونے لگے۔

اسی کی طرف اشارہ ہے واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ماوعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا منافق لوگ اور وہ جنکے دل مین مرض تھا کہنے لگے۔ خدا اور رسول نے جو وعدہ کیا تہا وہ سب فریب تھا۔

خاص اس واقعہ کی طرف اسمین اشارہ ہوگا قد یعلم اللہ المعوقین والقائلین لاخوانھم ھلم الینا ولا یاتون الباس الا قلیلا خدا جانتا ہے اون لوگون کو جو منع کرتے تھے اور اپنے بہائیون سے کہتے تھے کہ ہمارے پاس آؤ اور نہین آتے لڑائی مین مگر تہوڑے

خداوند عالم ان مسلمانون کی شجاعت کو کن پیارے لفظون مین فخریہ طور پر ارشاد فرماتا ہے فاذا جاء الخوف جب وقت خوف آتا ہے تو وہ اسطرح تیری طرف دیکھتے ہین کہ گویا موت کی غشی طاری ہے اور جب وہ خوف نکلتا ہے۔ تو پھر کیسی کیسی تیز زبانیان دکھاتے ہین یہی تو وہ ہین جو ایمان نہین لائے اور ہم اونکے اعمال کو بھی حبط کر دیا۔

پس جب جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کے پیش نظر یہ کل آیات قرآنی موجود تھے جو حالات مہاجرین و انصار کیلئے خدا ادا آئینہ ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن تہا کہ آپ انپر اعتماد کرتے کیونکہ انہین آیات مین خداوند عالم فرماتا ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہیں رسول کی پیروی نیک لازم ہے۔

اگر اس سے بہی آپکی تسکین نہو تو خود جناب امیرؑ کے الفاظ ملاحظہ فرمائین جو کتاب ملل و نحل شہرستانی مین موجود ہے کہ حضرت نے اصحاب معاویہ کی نسبت کیا فرمایا ہے

جسمین تمامی اہلسنت داخل ہین ملل ونحل ہین ہے

دو کہا قیس بن حازم نے کہ مین علی کے ساتھ تھا ہر حال اور ہر جنگ مین یہانتک کہ بروز صفین کہا حضرت علی علیہ السلام نے کوچ کرو طرف بقیہ احزاب کے کوچ کرو طرف اس قوم کے جو کہتے ہین دروغ کہا اللہ نے اور اوسکے رسول نے اور تملوگ کہتے ہو سچ کہا خدا ورسول نے۔ پس مینے پہچانا کہ حضرت علی کا کیا اعتقاد ہے اس جماعت معویہ کے بارہین پس ہٹے کنارہ کیا انسے صفحہ ۱۰۱ ملل نحل

قیس بن حازم خود خارجی ہے اور اپنے مخالفت کی یہی وجہ قرار دیتا ہے کہ چونکہ جناب امیر کا یہ اعتقاد تھا معویہ وغیرہ کے بارہین لہذا اسنے مخالفت کی اور خارجی بنا

یہی وجہ ہے کہ اعمال عاشورہ مین ایک خاص نماز بطریقہ معصومین منقول ہے جسمین یہی سورہ احزاب پڑہی جاتی ہے تاکہ مومنین کو اسکا تذکرہ ہو کہ حضرت نے کن وجہون سے اس سفر غربت کو اختیار کیا اور اپنے وطن مین نہ رہے۔ اور تاکہ مومنین کو معلوم ہو اسلام پر مصیبت اسی وجہ سے نازل ہوئی کہ مہاجرین وانصار نے نفاق کو اپنا پیشہ کیا تھا۔ اور اسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔ ورنہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو اسکی نوبت کیون آتی کہ خاندان رسالت اس طرح تباہ وبرباد ہو۔ اور جناب امام حسین اس سفر غربت مین مبتلا ہوئے۔

افسوس کہ مین اپنے مطلب سے کچھ دور ہو گیا کیونکہ میری غرض صرف اسقدر ہے کہ جناب امام حسین نے کن مصالح سے ابن عمر کے اس مشورہ کو نہ قبول کیا کہ آپ مدینہ مین قیام فرمائین یعنی وہین رہکر اونسے جنگ کرین جس کے وجوہات آپکو بخوبی ان آیات سے معلوم ہو گئے کہ یہ مہاجرین وانصار جو مدینہ مین قیام فرما ہین کسی طرح نہ قابل اعتماد ہین نہ انپر کسی طرح وثوق ہو سکتا ہے عام طور پر زیادہ سب منافق ہین کیونکہ جو مومن تہا وہ حضرت کے ساتھ تھا۔

سورہ محمد مین جو آیتین ہین وہ اس سے بڑھکر ان صحابہ کے حالات پر روشنی ڈالنے والی ہین جسمین آیہ فھل عسیتم ان تولیتم۔ ان تفسدوا فی الارض

وتقطعوا ارحامکم کا مطلب تو وہی ہے جو وہ فیصلہ قرآنی " میں آیہ و
ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا میں مذکور ہے کہ خدا نے
جسطرح اوس آیہ میں اونکے حاکم بننے کی خبر دی ہے اوسی طرح اس آیہ میں جسطرح
واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا فرمایا اوسی طرح یہان ان
تولیتم ان تفسدوا فی الارض فرمایا جس طرح ویہلک الحرث
والنسل فرمایا اوسیطرح تقطعوا ارحامکم یہان ارشاد ہوا جس سے مطلب
واضح ہوگیا کہ یہ شان اونہین لوگون کی ہے جو اسلام پر حاکم اور خلیفہ بنکر یہ
ظلم کرینگے۔

یہی وجہ ہے کہ جناب امیر نے عمر بن سعد کو [illegible]
قطع اللہ رحمک [illegible]
کہ قاطع رحم ہے۔

ہاں [illegible] اہل [illegible]
[illegible] اچھا ہیں تو
تمکو دکھا دیتا ہون [illegible]
جلد ۱ صفحہ [illegible] حضرت [illegible] کی ایک گلی مین جناب امیر کو گلے سے لگایا
ہے اور روتے [illegible] جب حضرت نے پوچھا آپ کیون روتے ہین تو فرمایا انکے دلون مین کینہ
ہے جسکو وہ [illegible] ظاہر کرینگے [illegible] معلوم ہو جائے وہ کینہ ور
اشخاص کون [illegible] وہ کینہ نکالا گیا اوسی کی طرف خدا نے اس آیہ مین
اشارہ فرمایا ہے۔ کتاب ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مین ہے صفحہ ۱۲۵ مقصد اول

اخرج ابو یعلی عن علی بن ابی طالب قال بینا رسول اللہ آخذ بیدی
ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذ اتینا علی حدیقۃ فقلت یا
رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا
حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول احسنہا ویقول لک

فی الجنة احسن منها فلما خلا له الطریق اعتنقنی ثم اجهش باکیاً۔ قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینک ملاحظہ ہو اصلاح ۵ جلد ۱۱ صفحہ ۱۲

افسوس کہ یہ مقام دوسرا ہے جہان ہم ان آیات کی شرح پوری طور سے نہین کرسکتے مگر حیات مستعار نے اگر وفا کی تو ۱۳ جلد مین فیصلہ قرآنی کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جائیگا جسمین یہ آیات اور اس قسم کی صدہا نہین بلکہ ہزارہا آیتین دکہائی جائینگی جنمین خداوند عالم نے ان صحابہ مہاجرین و انصار کے پوست کندہ حالات کو بیان فرمایا ہے۔

مگر یہان تو آپکو اسقدر معلوم ہوگیا کہ جناب امام حسینؑ مدینہ مین کیونکر قیام فرماتے جب یہ آیات قرآنی آپکے پیش نظر تہین کہ خدا نے کن کن لفظون سے۔ انکی بیوفائی خودغرضی بزدلی جہالت۔ زبان درازی۔ کینہ وری کو ظاہر کیا ہے۔

جناب امام حسینؑ کیا معرکہ صفین مین تشریف فرما نہ تھے بچشم خود نہ دیکھا تھا کہ خلیفہ دوم کے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ بن عمر کسطرح چار ہزار کا لشکر لیکر جناب امیرؑ سے لڑنے آئے تھے اور خلاف سیرت آبائی اوسوقت تک معرکہ سے نہ سرکے جبتک کہ اونکا خاتمہ نہ ہوا

تو کیا آپ خود عبداللہ بن عمر سے مطمئن ہوسکتے تھے جنہون نے آپکو قیام مدینہ کی رای دی کہ یہ ہمسے نہ لڑینگے اور ہمارے خون مین شریک نہ ہونگے۔

کیا آپکو نہین معلوم کہ بعد شہادت جناب امام حسینؑ جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے معزول کرنا چاہا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کس طرح تلوار سے فیصلہ کی دہمکی دی تھی۔ حالانکہ یہ تارک دنیا ہوچکے تھے۔ مگر اسوقت محبت یزیدی سے ایسا جوش آگیا کہ نہ زہاد کا خیال رہا نہ ترک دنیا کا آمادہ بجنگ ہوگئے۔

آپ یہان ضرور کہینگے کہ جب جناب امام حسینؑ شہادت پر آمادہ تھے اور بعلم الیقین آپکو معلوم تھا کہ مین شہید ہونگا۔ تو پھر عبداللہ بن عمر کے ہاتھ سے شہید ہونے مین اور عمر بن سعد کے ہاتھ سے شہادت پانے مین کیا فرق تہا کیونکہ شہادت بہرطور تھی۔ (باقی آئندہ)

# نبوت یزید دوبارہ

اصلاح ۹ جلد ۱۱ میں ایک تحریر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کی شایع ہوئی
تھی جسمیں جناب ممدوح نے "ابن تیمیہ" کے اس قول کو دریافت کیا تھا کہ ابن تیمیہ
نے کہاں لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کو مناسب تھا کہ بخاری یا زہری
کا تلمذ اختیار کرتے"

جسپر اڈیٹر صاحب نے ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کیا والواجب علی مثل العسکریین
وامثالھما ان یتعلموا من الواحد من ھولاء ص ۱۲۳ جلد اول النسخہ قلمی
کہ ابن تیمیہ کہتے ہیں امثال اماموں عسکریین علیہم السّلام پر واجب تھا کہ ان
علماء اہلسنت سے تحصیل علم کرتے۔

چونکہ اڈیٹر صاحب نے نسخہ قلمی کا حوالہ دیا تھا۔ اور میرے پاس چھاپہ مصر تھا۔ اسلئے تفحص
کی نگاہ سے میں اوسی کو دیکھنے لگا کہ اس قول کا پتہ لگاؤں وہاں گل دیگر شگفت کا مضمون
نظر آیا کہ ابن تیمیہ صاحب نے یہاں بھی نبوت یزید کا مطابق عقاید اہلسنت اعلان دیا ہے
اصل عبارت اونکی حسب ذیل ہے الناس فی یزید طرفان ووسط
قوم یعتقدون انہ من الصحابۃ او من خلفاء الراشدین المھدیین
او من الانبیاء وھذا کلہ باطل۔ وقوم یعتقدون انہ کافر
منافق وانہ کان لہ قصد فی اخذ ثار اقاربہ من اھل المدینۃ
وبنی ھاشم وانہ انشد لما بدت تلک الحمول واشرقت تلک
الرؤس علی انی جرون

نعق الغراب فقلت نح او لا تنح ۔۔۔ فلقد قضیت من النبی دیونی

وانہ تمثل بشعر ابن الزبعری ؎

لیت اشیاخی ببدر شھدوا ۔۔۔ جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القرن من ساداتھم ۔۔۔ وعدلناہ ببدر فاعتدل

وکلا القولین باطل معلوم بطلانه کل عاقل فان الرجل ملک من ملوک المسلمین وخلیفة من الخلفاء الملوک لا هذا ولا هذا
ص ۲۵۶ منہاج السنة جلد ثانی مطبوعہ مصر

یعنی لوگ درباره یزید تین قسم پر ہین ایک قوم کا تو یہ اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ سے تھا۔ یا خلفاء راشدین مہدیین سے یا انبیاء سے اور یہ سب باطل ہے۔ ایک قوم کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ کافر تھا منافق تھا اور اوسکی غرض اس لڑائی سے یہ تھی کہ اپنے اون عزیزوں کا انتقام لے جو بدر مین مارے گئے۔ اسلئے اوسنے انتقام لیا اہل مدینہ اور بنی ہاشم سے چنانچہ جب سرہائے شہدا آئے ہین تو اوسنے دو شعر کہے ہین۔ کہ مینے اپنا قرض وصول کر لیا بنی سے مگر یہ دونو قول باطل ہے جنکا بطلان ہر عاقل کو معلوم ہے (تیسرا قول) بلکہ یہ شخص ایک بادشاہ مسلمان بادشاہون سے تھا اور ایک خلیفہ تھا خلفاء ملوک سو نہ یہ تہا نہ وہ تہا۔

ہمارا مقصود صرف اس جملہ سے ہے کہ ابن تیمیہ لکھتے ہین قوم یعتقدون انه من الصحابة او من الخلفاء الراشدین المهدیین او من الانبیاء کہ اہلسنت سے ایک قوم کا یہ اعتقاد تھا کہ یزید بھی ایک نبی تھا انبیا سے جس سے ایک قوم کا اہلسنت سے معتقد نبوت یزید ہونا بالبدیہہ معلوم ہوا۔

یہ مضمون پہلے پہل اصلاح ۲ جلد ۱ مین شایع ہوا تھا اور تین نمبرون تک اسکا سلسلہ قایم رہا۔ اس مضمون نے ایک عام کھلبلی ڈالی تھی۔ اہلحدیث نے بھی بڑے زور رون مین اسکی تردید کرنی چاہی۔ مگر اصلاح ۸ جلد ۱ مین "ٹھیکہ داران یزید" کی سرخی سے اس جواب کی ایسی قلعی کھولی گئی کہ آجتک اوسکا جواب نہو سکا لہذا ہمکو بھی اوس سے بحث کی ضرورت نہین یہان صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ ابن تیمیہ نے صرف اپنی وصیت کبری ہی مین نہین اس عقیدہ کو ایک فرقہ اہلسنت کے بیان کیا ہے بلکہ اس کتاب منہاج السنة مین بھی اس راز کو فاش کیا جسپر اہلسنت کو بہت ناز ہے۔

مین یہ نہین کہتا کہ خود ابن تیمیہ اس عقیدہ کے معتقد تھے۔ کیونکہ وہ تو بصراحت تمام اسکا بطلان بیان کر رہے ہین۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ جس طرح اہلسنت کی دو تقسیم ہے

مقلد، غیر مقلد۔ اور مقلد کی چار تقسیم ہے۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ اوسیطرح دربابِ یزید اہلسنت کا تین فرقہ ہے۔ ایک مدعی نبوت یزید۔ دوسرا مدعی کفر یزید۔ تیسرا مدعی اسلام یزید یہی عقیدہ ابن تیمیہ ہے۔

پس جسطرح غیر مقلدین (اہلحدیث) مقلدین کو باطل جانتے ہین۔ اوسی طرح ابن تیمیہ مدعی نبوت یزید و کفر یزید کو باطل جانتے ہین۔ مگر کوئی یہ نہین کہ سکتا کہ اہلسنت کا کوئی فرقہ قائل نبوت یزید نہتا۔ لہذا تمام اہلسنت کو مبارکباد دیتا ہون کہ تم مین ایسے بھی لوگ گذرے ہین جو نبوت یزید کے معتقد تھے۔ اب بتاؤ وہ لوگ مسلمان تھے یا کیا؟

حضرات اہلسنت عموماً اور اہلحدیث خصوصاً کوئی اس سے انکار نہین کر سکتا۔ کہ اونکا ایک فرقہ جنہین ابن تیمیہ بلفظ مشائخ یاد کرتے ہین نبوت یزید کا قائل نہ تھا کیونکہ اسکے راوی اور اسکے ناقل ابن تیمیہ ہین جنہین اہلحدیث شیخ الاسلام کہتے ہین تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ یہ کہ سکین ابن تیمیہ نے جھوٹ لکھا۔

اگر مین دعوی سے اسکی تردید کرتا ہون اور نہایت وضاحت سے ابن تیمیہ کی تکذیب کرتا ہون کہ یہ انکی ایجادی تہمت ہے جو فرقہ اہلسنت پر اونہونے لگایا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد جو شخص اسلام مین مدعی نبوت ہوا اوسکے طرفدار اہلسنت ضرور ہوئے چنانچہ مسیلمہ کذاب ملعون نے جب دعوی نبوت کیا تو علاوہ اصحابہ مہاجرین کے بھی ایک شخص اوسکا طرفدار ہوگیا جسکا نام نہار رجال تھا چنانچہ تاریخ کامل مین ہے جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

وکان مع مسیلمة نهار الرجال بن عنفوة وکان قد هاجر الی النبی وقرء القران وفقه فی الدین فبعثه معلما لاهل الیمامة ولیشغب علی مسیلمة وکان اعظم فتنة علی بنی حنیفة من مسیلمة شهد ان محمدا صلی الله علیه وسلم یقول ان مسیلمة قد اشرك معه فصدقوا واستجابوا وکان مسیلمة ینتهی الی امره

یعنی مسیلمہ کے ساتھ نہار الرجال بن عنفوہ بھی تھا جسنے ہجرت کی تھی رسول اللہ کی طرف۔

اور قرآن کو پڑہا تہا اور فقہ دین حاصل کیا تہا حضرت نے اسکو اہل یمامہ کی تعلیم کیلئے روانہ کیا تھا۔ مگر اسکا فساد مسیلمہ سے بڑہ گیا کیونکہ اسنے شہادت دی اس بات کی کہ رسول اللہ نے فرمایا مسیلمہ ہمارا شریک کیا گیا ہے نبوت مین۔ لہذا سبنے اسکی تصدیق کی اور اوسکی دعوت کو قبول کی۔ مسیلمہ ہر بات مین اسکی پیروی کرتا۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ارتداد کی آفت بہی انہین صحابہ بلکہ مہاجرین کی لائی ہوئی تھی کہ اسنے گواہی دی نبوت مسیلمہ کی جس سے قبیلہ بنی حنیف نے اوسکی تصدیق کی اور مسیلمہ کی نبوت کے قائل ہوگئے

## حضرت عائشہ کی لونڈی کی شرکت

اب دوسرا واقعہ سنئے کہ خود حضرت عائشہ کی لونڈی نے بہی کمال کیا علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین بذیل ردہ بنی عامر لکھتے ہین

وکانت ام زمل قد سبیت ایام امہا وقد تقدمت القصۃ فوقعت بعائشۃ فاعتقتہا ورجعت الی قومہا وارتدت واجتمع الیہا الفل فامرتہم بالقتال وکثف جمعہ وعظمت شوکتہا فلما بلغ خالدا امرہا سار الیہا فاقتتلوا قتالا شدیدا اول یوم وھی واقفۃ علی جمل کان لامہا وھی فی مثل عزہا فاجتمع علی الجمل فوارس فعقروہا وقتل حول جملہا مائۃ رجل وبعث بالفتح الی ابی بکر ص ۱۳۴ جلد ۲

یعنی ام زمل اپنی مان کے زمانہ مین قید ہوئی تہی۔ اور حضرت عائشہ کے حصہ مین پڑی تہی انہون نے اوسے آزاد کردیا وہ اپنی قوم مین چلی آئی۔ اور وہ مرتد ہوئی۔ جو لوگ بنی عامر وغیرہ کے بھاگے ہوئے تھے وہ سب اوسکے پاس جمع ہوئے۔ ام زمل نے اونہی حکم قتال دیا۔ اسکی جماعت بڑہتی گئی اور شوکت مین اسکی ترقی ہوئی جب خالد نے سنا تو لڑنے کو آیا پہلے ہی روز بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ وہ اپنے اونٹ پر کھڑی تھی جو اوسکی مان کا اونٹ تہا۔ آخر سوارون نے اوسکے اونٹ کو پے کیا گرد اوسکے سو آدمی مارے گئے اس فتح کی خبر ابوبکر کو بہیجی گئی۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ ہوائے ردہ کے مجہہ چلنے اور آتش فساد کے بہڑکنے

مین خود صحابہ کی شرکت سب سے زیادہ تھی کیونکہ ام زمل بھی صحابیہ تھی اور تعلیم یافتہ حضرت عائشہ اگرچہ نہین کہسکتے کہ لونڈی اور بی بی مین کون استاد تھی کون شاگرد لیکن ممکن ہے ام زمل کو حضرت عائشہ نے کچھ اسی قسم کی تعلیم دی ہو۔

**دوسرا مدعی نبوت** اسود عنسی ہوا جو یمن کا رہنے والا تھا۔ سب سے پہلے یہی مرتد ہوا۔ اسکا ارتداد بعد معاودت حضرت حجۃ الوداع سے ہوا جب آپ علیل ہوئے تھے۔ یہ علالت وہ ہی تھی جسمین آپنے وفات فرمائی۔ چند ہی روز مین اسنے یمن پر قبضہ کیا اور بحرین۔ احسا۔ عدن تک اسکی شہرت پھیل گئی۔ سات سو سوار اسکے ساتھ تھے عمرو بن معدیکرب اسکا خلیفہ تھا۔ مذحج مین اور قیس بن عبد یغوث سردار لشکر تھا۔
خود اسکی زوجہ نے جس سے بجبر بعد قتل اوسکے شوہر کے نکاح کیا تھا۔ بسازش فیروز اپنے ابن عم کے قتل کرادیا جسمین نہ خونریزی ہوئی نہ صف کشی۔ اور خود حضرت کی حیات مین اسکا خاتمہ بھی ہوا۔ کل تین مہینہ یا چار مہینہ اسکی نبوت کا زمانہ رہا۔
اسکا معین بھی عمر بن معدیکرب صحابی تھا چنانچہ تاریخ کامل مین ہے وکان خلیفتہ مذحج عمر بن معدیکرب ص۲۸
یعنی اسود عنسی کا خلیفہ مذحج مین عمر بن معدیکرب تھا۔
پھر لکھتے ہین حال مین دوبارہ ارتداد یمن کے فلما ارتد العنسی ومعہ مذحج ارتد عمرو وفیمن ارتد ص۲۴۲
کہ جب اسود عنسی مرتد ہوا تو عمرو بن معدیکرب بھی مرتد ہوا۔
اب سنئے اسکی صحابیت کا حال۔ استیعاب مین ہے جو مخصوص صحابہ کے حالات مین ہے عمرو بن معدی کرب الزبیدی یکنی ابا ثور قدم علی رسول اللہ فی وفد زبید فاسلم وذالک فی سنۃ تسع ص۵۱ جلد ۲
کہ سنہ ۹ مین یہ حاضر خدمت رسول ہوا اور اسلام لایا۔
تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ ان مدعیان نبوت پر ایمان لانے والے بھی صحابی تھے اسود وغیرہ کی تصدیق و اقرار و شہادت نبوت سے مستفید و کامیاب ہوئے۔

اور آخر دوسرے صحابہ کے ہاتھوں وہ مارے گئے۔

غرض کہ جہانتک کتب سیر و تواریخ پر نظر کیجائے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اسلام میں جتنے فسادات ہوئے اوسکے بانی بھی صحابہ ہیں اور جتنے لوگ مبعوث ہوئے اونپر ایمان لانیوالے اہلسنت ہی ہیں چنانچہ مرزا احمد قادیانی پر ایمان لانے والے تمامتر سنی ہیں اور زیادہ تر اہلحدیث۔ مگر اسکو یہ لازم نہیں ہے کہ اہلسنت نے کسیوقت یزید کو بھی نبی مانا ہو جیساکہ بیان ابن تیمیہ ہے کہ وہ ایک گروہ کو اہلسنت سے اوسکی نبوت کا قائل بتاتے ہیں۔ کیونکہ نبوت کی تصدیق کرنا فرع ہے اوسکے دعوی کا۔ اور یزید کا۔ دعوی سُنا نہیں گیا اور اوسکو اسکی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ خود اوسکی خلافت ہی ایسی تھی کہ ایسے ایسے ہزار چھوٹے نبی اوسپر قربان ہو پھر کیوں وہ دعوی کرنے لگا۔

اور اوسکو شراب خواری۔ زناکاری۔ قمار بازی سے فرصت کب تھی جو ایسا دعوی کرتا۔ اور اوسکو مسیلمہ وغیرہ کا حال بھی معلوم تہا کہ اگرچہ ہزارہا اصحاب اوسکے مددگار تھے مگر خلیفہ کے ہاتھوں مارا گیا پھر کیوں وہ ایسا دعوی کرتا جو تجربہ سے غیر مفید تہا۔

یہ سب افترا پردازی ابن تیمیہ کی ہے جو اس مسئلہ میں دو طرف افراط و تفریط دکہاکر اپنا کام کرتے ہیں کہ اوسکو مسلمان اور خلیفہ کہ رہے ہیں جس سے دعوئی یزید کی تصدیق ظاہر ہو۔

اصلیت اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبد المغیث حنبلی المتوفی ۵۸۳ھ نے ایک کتاب فضائل یزید میں لکھی تھی جسکا جواب ابن الجوزی نے بڑے شد و مد سے لکھا۔ اوسی کتاب اوس حنبلی نے شاید یہ مضمون بھی طبع زاد لکھدیا ہوگا۔ اوسی بنیاد پر ابن تیمیہ نے یہ دعوی کیا جسکا اصلی باعث وہی اونکا غلو ہے ناصبیت و خارجیت میں ورنہ دنیا میں کون ایسا مجنون ہو سکتا ہے جو یزید پلید کو نبی مانے۔

یہ سارا افترا اور ساری تہمت محض اسی غرض سے تراشی گئی ہے کہ افراط و تفریط کا دو پہلو دکہاکر اپنے فرقہ کی حق پسندی دکہاوے جسکی تہ میں یہ راز سربستہ بھی ہے کہ خلافت یزید اور اوسکا اسلام مسلم ہو جو ایک امر محال ہے۔

سے کیونکہ تاریخ کامل میں ہے اگی غیبیا العجائب صفحہ ۱۱ جلد ۱

اڈیٹر اہلحدیث نے بہت ہاتھ پیر اس مادہ میں مارا تھا کہ فرقہ اہلسنت کی برات نسبت یزید سے ثابت کریں مگر چونکہ اونہون نے ابن تیمیہ کو بھی بچانا چاہا تھا اسلئے کسیطرح کامیاب نہوسکے۔ اس تحقیقات سے البتہ اونکی آنکھ کھل سکتی ہے اور سمجھ سکتے ہین کہ جب تک مسیلمہ کذاب کو واصل بجہنم نہ کرینگے کامیابی نہین ہوسکتی۔

ابن تیمیہ نے جسطرح یزید کے بارہ مین مسلمانون کی تین تقسیم کی ہے اوسیطرح جناب امام حسین کے بارہ مین بھی دو طرف اور ایک وسط قرار دیا ہے لکھا ہے وصار الناس فی قتل الحسین رضہ ثلاثة اصناف طرفین ووسطا۔ احد الطرفین یقول انه قتل بحق فانه اراد ان یشق عصا المسلمین ویفرق الجماعة وقد ثبت فی الصحیح عن النبیؐ انه قال من جاءکم و امرکم علی رجل واحد یرید ان یفرق جماعتکم فاقتلوه۔ قالوا والحسین جاء وامر المسلمین علی رجل واحد فاراد ان یفرق جماعتهم وقال بعض هولاء هو اول خارج خرج فی الاسلام علی ولاة الامر۔ والطرف الاخر قالوا انه کان هو الامام الواجب الطاعة الذی لا ینفذ امر من امور الایمان الا به ولا تصلی جماعة ولا جمعة الا خلف من یولیه ولا یجاهد عدو الا به ونحو ذلك واما الوسط فهو اهل السنة الذین لا یقولون هذا ولا هذا قتل مظلوما شهیدا ولم یکن متولیا امر الامة والحدیث المذکور لا یتناوله فانه لما بلغه ما فعل بابن عمه مسلم بن عقیل ترك الطلب الامر وطلب ان یذهب الی یزید او الی الثغر او الی بلده فلم یمکنوه وطلبوا منه ان یستاسر لهم وهذا لم یکن واجبا علیه ص۲۴۸

یعنی قتل امام حسین مین بھی دو طرف اور ایک وسط ہے۔ دو طرف تو یہ ہین کہ ایک فرقہ قائل ہے اونکا قتل بحق ہوا کیونکہ اونہون نے جماعت مسلمین مین تفریق ڈالنا چاہا تھا اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مخالفت کرے۔ حالانکہ کسی شخص پر اتفاق ہوگیا ہو تو اوسکو قتل کرو۔ لہذا امام حسین کا قتل واجب تھا کیونکہ

اونہون نے تفریق چاہی تھی باہو مسلمین ہین - دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ وہ امام مفترض الطاعت تھے جنکے بغیر کسی امر دین و دنیا کا انعقاد نہین ہو سکتا - وسط اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نہ وہ اسکے قائل ہین جو ادہر گئے بلکہ صرف یہ کہتے ہین کہ وہ مظلوم شہید کئے گئے نہ وہ والی امر امت تھے نہ خلیفہ - اور حدیث مذکور بھی اوپر نہین عائد ہوتی کیونکہ جب حضرت مسلم کے شہادت کی خبر اونکو معلوم ہوئی تو وہ دعوی خلافت سے دست بردار ہوگئے - اور چاہا کہ یزید کے پاس جانے دو یا ثغور اسلامی - یا اپنے وطن - مگر لوگون نے ایک بات اونکی نہ مانی چاہا کہ گرفتار کرکے لیجائین اسکو حضرت نے منظور نہین کیا نہ آپ پر اسکا منظور کرنا واجب تھا لہذا قتل ہوے -

دونو تقسیمون کو ملاؤ تو معلوم ہو کہ جانب افراط مین بھی ابن تیمیہ نے یزید کا درجہ گھٹا دیا کیونکہ یزید کی نسبت نبوت کا دعوی کیا گیا اور جناب امام حسین کی نسبت صرف امامت ہی کا دعوی رہا - تفریط مین بھی امام حسین کو واجب القتل بنایا - لہذا درجہ درمیانی جو نکالا جسکا قائل تمامی اہلسنت کو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ یزید خلیفہ تھا اور امام حسین کا کوئی درجہ نہ تھا بلکہ صرف وہ مظلوم و شہید تھے -

اسی درجہ اوسط قائم کرنے کے لئے یزید کے نبوت کا دعوی کیا کہ کچھ لوگ اہلسنت سے اوسکی نبوت کے قائل تھے حالانکہ محض اتہام ہے -

اگر اس توہین پر آپکو تسکین نہو کہ ابن تیمیہ نے جناب امام حسین کی توہین نہ کی اور یزید کا درجہ بھی کم کرنہ ٹہرایا تو اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے لکن قتلہ لیس باعظم من قتل ہو افضل منہ من النبیین والسابقین الاولین ومن قتل فی حرب مسیلمہ وکشہداء احد والذین قتلوا ببیر معونہ وکقتل عثمان و قتل علی۔ صہ ۲۴۹

یعنی امام حسین کا قتل اس سے نہین اعظم ہے کہ انبیا و سابقین اولین سے لوگ قتل ہوے اور ان لوگون سے جو حرب مسیلمہ مین مارے گئے اور نہ اونکی شہادت مثل شہدائے احد ہے نہ مثل اون لوگون کے جو بیر معونہ مین قتل ہوئے صحابہ سے نہ مثل قتل عثمان و علی

ہمکو نہ قتل انبیا سے بحث ہے نہ قتل حضرت عثمان وجناب امیرؑ سے کیونکہ وہ دونو اہلسنت کے خلیفہ تھے۔ مگر اسپر تو غور کیجیے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو نہ وہ مثل شہدا ء احد جانتے ہیں نہ مثل مقتولان جنگ مسیلمہ

مگر اسکی کوئی وجہ نہ بیان کی کیونکہ جنگ مسیلمہ وغیرہ مین مقتولین صحابی ہین۔ تو کیا جناب امام حسینؑ جو خود صحابی ہین اور فرزند رسول اسپر بھی نہ اون صحابہ کے ہمسر ہین۔ نہ افضل۔

بتایے اس سے بڑھکر ابن تیمیہ کی ایمانداری کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ آپکو اون صحابہ کے بھی ہمسر نہین جانتے جو جنگ مسیلمہ مین مارے گئے تھے۔

اسکی وجہ آپکو غالبًا نہ معلوم ہو۔ زید بن خطاب عمر بن الخطاب کے بھائی اس جنگ مین مارے گئے تھے لہذا امام حسینؑ کا درجہ اون سب صحابہ سے گھٹا دیا گیا جو اس جنگ مین مارے گئے تھے۔ اس سے بڑھکر کیا ناانصافی ہو سکتی ہے۔

ابن تیمیہ کا یہ قول کہ جناب امام حسینؑ اوس حدیث کے مصداق نہین ہو سکتے کہ جب کسی پر اتفاق ہو جاے اور دوسرا مدعی ہو تو اوسکو قتل کرو۔ عجب پر معنی قول ہے کیونکہ وہ یہی صورت ہو سکتی ہے یا آپ مدعی امامت تھے یا نہ تھے۔ اگر مدعی تھے تو بنابر حدیث موضوع مذکور ضرور واجب القتل ہوے۔ اور اگر مدعی نہ تھے تو پھر مقاتلہ کیون ہوا۔

ابن تیمیہ کو نہ اپنے اصول معلوم ہین نہ احادیث کی صحت وموضوعیت سے مطلب بلکہ وہ تو ایک بات بنا دینا جانتے ہین جب بوقت مصالحہ جناب امام حسنؑ یہ طے ہو گیا تھا کہ معویہ کو اپنا جانشین کرنے کا اختیار نہین ہے بلکہ شوری مسلمین خلیفہ مقرر ہوگا تو پھر یزید کو خلیفہ کرنا اوسکا کب جائز تھا اور بنابر قواعد مقررہ اہلسنت وہ کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر حدیث مذکور وامرکم علی رجل واحد کے مصداق کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور جناب امام حسینؑ مصداق حدیث کیونکر ہو سکتے

اگر یہ حدیث صحیح تھی تو درباره طلحہ و زبیر و عائشہ و معاویہ کیوں نہ عمل کیا گیا اور اصحاب ان لوگوں کو نہ قتل کیا کیونکہ بہ اجماع مسلمین جناب امیر المؤمنین پر اتفاق ہو چکا تھا۔ یہ حدیث تو اسی لئے وضع کی گئی کہ جناب امام حسین کا خون ناحق جائز و مباح کیا جائے۔ پھر اوس حدیث کی صحت کو بھی تسلیم کرنا اور جناب امام حسین کو امامین سے خارج کرنا طرفہ ماجرا ہے۔

بہرحال ایک فرقہ اہلسنت کا قائل ہونا باین امر کہ حضرت کا قتل جائز طور پر ہوا۔ یہ اقرار ابن تیمیہ ظاہر ہوا۔ اور کیوں نہ ظاہر ہو کہ خود جناب امام حسین کے روبرو اسکا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اور حضرت پر خروج کا الزام لگایا گیا تھا چنانچہ تاریخ کامل میں ہے

وقاتل الحر بن یزید مع الحسین قتالا شدیدا وبرز الیہ یزید بن سفیان فقتله الحر وقاتل نافع بن هلال مع الحسین ایضا فبرز الیہ مزاحم بن حریث فقتله نافع فصاح عمرو بن الحجاج بالناس اتدرون من تقاتلون فرسان المصر قوما مستمیتین لا یبرز الیهم منکم احد فانهم قلیل وقلما یبقون والله لو لم ترموهم الا بالحجارة لقتلتموهم یا اهل الکوفة الزموا طاعتکم وجماعتکم ولا ترتابوا فی قتل من مرق من الدین وخالف الامام فقال عمر نعم الرای ما رایت ومنع الناس من المبارزة قال وسمعه الحسین فقال یا عمرو بن الحجاج اعلیّ تحرض الناس انحن مرقنا من الدین وانتم ثبتم علیه والله لتعلمن لو قد قبضت ارواحکم ومتم علی اعمالکم اینا المارق ثم حمل عمرو بن الحجاج علی الحسین من نحو الفرات صفحہ ۲۲ جلد ۴

یعنی حسین کی طرف سے حر بن یزید [illegible] بغرض جنگ باہر آئے تو [illegible] یزید بن سفیان [illegible] کیا [illegible] نافع [illegible]
[illegible] جناب [illegible] کیا [illegible]
[illegible]

[illegible] کوئی شخص [illegible] کے لئے باہر نکلے - بہت کم ہیں اگر صرف تم تنہا نبرد کرو گے تو سب کو قتل کر ڈالو گے - اے اہل کوفہ تم اطاعت پر ثابت قدم رہو - اپنی جماعت کو نہ ترک کرو اور ان لوگوں کے قتل میں تامل نہ کرو جو دین سے خارج ہو گئے اور امام کی مخالفت کی - عمر بن سعد نے کہا یہ نہایت عمدہ رائے ہے کوئی شخص بغرض مبارزہ (دوبدو لڑائی) نہ نکلے - جناب امام حسین نے عمرو بن الحجاج کی آواز سنی تھی حضرت نے فرمایا اے عمرو بن الحجاج کیا تو لوگوں کو ہمارے قتل پر آمادہ کرتا ہے - کیا ہم دین سے خارج ہوئے ہیں یا تم لوگ قسم خدا کی تم لوگوں کو معلوم ہوگا جب روحیں تم لوگوں کی بدن سے نکلیں گی اور تمہیں اعمال پر مر گئے کہ مارق (خارج عن الدین) کون ہے اسکے بعد عمرو بن الحجاج نے جانب فرات حضرت پر حملہ کیا -

پس جب خود امام حسین کے مقابل میں یہ الزام لگایا گیا کہ معاذ اللہ حضرت دین سے خارج ہیں یعنی خارجی ہیں تو پھر علمائے اہلسنت اگر بہ اتباع عمرو بن الحجاج ایسا الزام لگائیں تو کونسا امر تعجب ہے کیونکہ عمرو بن الحجاج یا صحابی ہے یا تابعی جنکی اتباع پر مدار مذہب اہلسنت اور انہیں لوگوں کا تو یہی مذہب ہے جو مذہب امام حسین تھا -

کیا شان خدا ہے کہ رسول اللہ جو حدیث خوارج یعنی دشمنان اہلبیت اطہار کے حق میں ارشاد فرمائیں اہلسنت اوسی حدیث کو خود اہلبیت طاہرین کے حق میں استعمال کریں - اسکا جواب بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے جو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اسکا حال بعد موت معلوم ہوگا -

ہاں ابن تیمیہ اسکے مدعی ہوئے ہیں کہ جناب امام حسین نے بعد شہادت حضرت مسلم طلب امر خلافت کو ترک کر دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ مجھے یزید پاس جانے دو - یا کسی سرحد اسلام پر یا اپنے وطن جانے دو ان لوگوں نے نہ مانا اور حضرت کو قتل کیا مگر افسوس ابن تیمیہ [illegible] کے علم پر ناز ہے ایک ایسا امر بیان کرتا ہے جسے خود علمائے اہلسنت [illegible] نے [illegible] کامل میں ہے - وقد روی عن عقبہ بن سمعان انہ

قال صحبت الحسين من المدينة الى مكة ومن مكة الى العراق ولم افارقه حتى قتل وسمعت جميع مخاطباته الناس الى يوم مقتله فوالله ما اعطاهم ما يتذاكر به الناس من انه يضع يده فی يد يزيد ولا ان يسيروه الى ای ثغر من ثغور المسلمين ولكنه قال دعونی ارجع الی المكان الذی اقبلت منه او دعونی اذهب فی هذه الارض العريضة حتی ننظر الی ما يصير اليه امر الناس فلم يفعلوا ص ۲۳۲ جلد ۷

یعنی عقبہ بن سمعان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمنے مصاحبت امام حسینؑ کی مدینہ سے مکہ تک۔ اور مکہ سے عراق تک۔ کسیوقت میں اونسے جدا نہوا یہانتک کہ وہ قتل کئے گئے اور ہر خطبہ کو اونکے میںنے سنا جو قوم سے کہا تا یہ روز قتل۔ مگر قسم خدا کی کبھی اونہوں نے وہ باتیں نہیں کہیں جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے یہ کہا تھا ہمکو یزید کے پاس جانے دو کہ اوسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینگے۔ نہ کبھی یہ کہا کہ ہمکو کسی اسلامی سرحد پر جانے دو۔ بلکہ اونہوں نے یہ کہا تہا کہ ہمکو چھوڑ دو کہ جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں۔ یا چھوڑ دو کہ ہم اس زمین پر کہیں چلے جائیں اور دیکھیں کہ آدمیوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ مگر لوگوں نے نہ مانا۔

افسوس صد افسوس کہ ابن تیمیہ کے تاریخ دانی کا دعوی تو اس زور سے کیا جاتا ہے۔ اور حالت اوسکی یہ ہے کہ موضوعات ومکذوبات سے استدلال کرتا ہے۔ پھر بتائیے ایسا شخص محقق کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

پس جب یہ ثابت ہوا کہ ہرگز جناب امام حسینؑ نے یہ کلمات نہیں فرمائی بلکہ اپنے ارادہ اور نیت پر آخر دم تک ثابت قدم رہے۔ تو اب ابن تیمیہ اوس حدیث سے حضرت کو کیونکر نکال سکینگے اور بجز اسکے اونکو کیا چارہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت کے قتل کو جائز بلکہ واجب کہیں جو عقیدہ خوارج ہے۔

یہ فقرہ بھی انکا نہایت عجیب ہے کہ ھذا لم یکن واجبًا علیہ کہ جناب امام حسینؑ پر قبول اسیری واجب نہ تھا کیونکہ جب اسکو مان لیا کہ یزید خلیفہ بحق تہا۔ اور جناب امام حسینؑ نے مخالفت ترک کر دی تھی تو حضرت رعیت قرار پائے اور رعیت پر اطاعت خلیفہ واجب ہے۔ پھر یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت پر اوسکی اطاعت واجب نہ تھی۔ ہاں اگر ایسا دعوی کیا جائے کہ کسی رعیت پر اطاعت خلیفہ مطابق عقیدہ اہلسنت واجب نہو،

# فیصلہ ثانیہ

## نمونہ تہذیب اہلحدیث

فیصلہ امامت واقتدا جو اصلاح مین شایع ہو رہا ہے وہ سب کے پیش نظر ہے جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے باوصف مخالفت راے جو اسکی تعریف کی آپ ملاحظہ مین دیکھ چکے خود اڈیٹر اہلحدیث - اوس تحریر کے نسبت لکھتے ہین وہ ہمارے رافضی دوست دیہنے نہ کبھی اس تحریر مین وہابی لکھا نہ خارجی البتہ اڈیٹر اصلاح نے اوسپر بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے - اسلئے ضروری ہوا کہ ہم اوسپر بھی متوجہ ہون - اڈیٹر موصوف سے ہمین ایک طرح خوشی حاصل ہوئی کہ باوجود شیعہ ہونے کے جو عموماً اپنے اعتقادات اور خیالات کو توہمات پر مبنی کیا کرتے ہین (یعنی روایات اہلسنت سے سند لاتے ہین اور شیخ) ہمارے دوست نے کئی ایک آیات (اگر بہت سی آیتین اور حدیثین اور عمل صحابہ و تابعین لکھتے تو زیادہ درست تھا) اور بعض احادیث بھی نقل کی ہین جس سے ہمین اپنے دوست کے شوق لقا مین جو مدت سے ہے مزید ترقی ہوئی خدا ہماری دیرینہ تمنا برلائے۔ مورخہ ۱۰ شوال -

ان فقرات سے آپ اسقدر ضرور خیال کر سکتے ہین کہ سابق تحریر مین کوئی لفظ خلاف تہذیب یا دلشکن نہ تھا - بلکہ نہایت متانت و سنجیدگی سے لکھی جاتی تھی جسپر اخبار البشیر کے ایک نامہ نگار نے بھی صاد کیا ہے - مگر انسب باتون کے ساتھ اڈیٹر اہلحدیث کی تہذیب ملاحظہ ہو کہ لفظ رافضی سے یاد کرتے ہین کیا یہی تہذیب ہے - بہرحال آپ پہلے میری عبارت نقل کرتے ہین مگر مثل بخاری کتر بیونت کر

"تو اس تقریر سے حضرت ابوبکر کی وہ فضیلت جو حدیث موضوع امامت نماز سے ثابت کی جاتی ہے سب ہوا ہوگئی کیونکہ جب امام کو ایمان کی ضرورت نہین تو انکا ایمان کہان ثابت ہوا اور جب اس سے ایمان نہ ثابت ہوا تو خلافت کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وہ فرع ایمان ہے"

یہ عبارت اصلاح ہے جو ایک مسلسل عبارت کے بعد لکھی گئی اور اڈیٹر صاحب نے اون سبکو ہضم کرکے آخری جملہ اوسکا لکھا اوسکے بعد لکھتے ہین -

،، یہ تفریع بہی اس قسم کی ہے جو کسی دل جلے سنی نے نکالی تھی کہ اگر خلفاء ثلاثہ کی خلافت ناجائز اور غصب ہے تو شیعہ سادات سب ... زادے ہین کیونکہ تشہر با تو جو سادات کی شہری امان سے حضرت عمر کا عطیہ ہے جب خلافت عمری ناجائز ہے تو عطیہ کہان جائز ہوگا - نتیجہ صاف ہے - گو ہم اس قسم کے نتائج جاہلانہ تفریعات جانتے ہین - مگر افسوس ہے کہ شیعہ سنیونکو ایسی تفریعات نکالنے پر مجبور کرتے ہین - بقول ،، کہان کی اینٹ کہان کا روڑا - بہان متی نے کنبہ جوڑا ،، کہان مسئلہ اقتدا اور کہان تفریع خلافت صدیقیہ پہر لطف یہ کہ وہ ایمانداری سے نہین - بہلا صاحب حدیث کو آپ موضوع بتلاوین مگر یہ تو بتلائیے ہمنے کس جگہ کہا کہ انتخاب امام کے وقت بہی کسی رافضی یا خارجی کو امام بنالو - ہمنے تو صراحت کر کے ارشاد کہا کہ انتخاب کے وقت امام راشد ہونا چاہئے آپ سچے ہین تو اہلحدیث کے کسی پرچہ کا حوالہ دیجئے ورنہ میرا حق ہوگا کہ مین کہون ؛ لف ،،

یہ نمونہ تہذیب اہلحدیث ہے - چونکہ اسی تحریر مین اڈیٹر صاحب نے لکھا ہے ہمارے مخدوم مکرم مولانا - وحیدالزمان خان نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدرآبادی ،، اسلئے مین بہی آپکے مخدوم اور اپنے محترم نواب صاحب سے بالخصوص اپیل کرتا ہون کہ ملاحظہ فرمائیے یہ تحریر آپکے فرقہ کے ایک مولوی کی ہے جو ایک وقت مین تمامی اہلحدیث کا امام بننا تجویز ہوا تھا - اب آپ ہی منصفی کیجئے کسکی تحریر دلشکن اور دلخراش ہے - اور فرمائیے اسکا جواب کن لفظون مین دیا جائے -

فرمائیے ہمنے حضرت خلیفہ اول کے حق مین کیا کہا تہا جو اسقدر برہم ہوئے - کیا امامت فی الصلوٰۃ سے اونکی خلافت پر استدلال نہین کیا جاتا - اور اس سے اونکا ایمان نہین ثابت کیا جاتا ؟ پہر اگر امامت فاسق مطلقاً جائز ہو تو آپ ہی بتلائیے کہ خلافت یا ایمان اونکا کیونکر ثابت ہوگا خدا کے لئے انصاف فرمائیے -

فریقین کا اختلاف معلوم ہے کہ شیعہ بالاتفاق خلفائے ثلثہ کو مومن نہین
مانتے ورنہ نزاع ہی کیا تھی - اس نزاعی امر کے سوا کیا لکھا گیا تھا جسپر اڈیٹر صاحب
ایسی مغلظات گالیان دیتے ہین - کیا آپ الفاظ کہ سکتے ہین کہ ہمنے کوئی لفظ خلاف داب
مناظرہ اور آپکی فرمائش کے خلاف لکھا ہے -

جو اڈیٹر صاحب نے کل شیعہ سادات کو حرام زادہ کہا - للہ فرمائیے کہ یہ
کلمہ تہذیب کا ہے یا کیا؟ اگر جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے اس فقرہ کی نسبت
کچھ منصفانہ نہ لکھا تو آیہ فمن نکث کی تلاوت کی جائیگی -

اڈیٹر صاحب آپکی شرافت اور علم مجھے معلوم ہے کچھ کہنے کی ضرورت نہین مگر
تعجب ہے کہ جس شخص کو خلیفہ دوم و خلیفہ سوم اور تمامی بنی امیہ کا نسب نامہ
معلوم ہو وہ شیعہ اور سادات کی نسبت ایسا کہے حالانکہ خود اہلسنت کی یہ حدیث
ہے کہ جناب امیر کا دشمن نہوگا مگر ولدالزنا -

بیشک بیشک حضرت شہربانو علیہا السلام شیعون اور سادات کی
بڑی امان ہین جسپر کل شیعہ و سادات فخر کرتے ہین - اور سنیون کی بڑی امان
صنحاکہ حبشیہ جدہ ماجدہ حضرت خلیفہ دوم اور ہندہ جگر خوارہ والدہ معویہ
بن ابوسفیان جسپر بیشک اہلسنت فخر کرین کم نہین ہے - کیونکہ ایسا نسب نامہ
آجتک دنیا مین کسیکو نصیب نہوا نہ خدا کرے کہ کسیکو نصیب ہو -

اڈیٹر صاحب شیعون اور سادات کو کھلے لفظون مین حرامزادہ کہتے
ہین - مگر الحمدللہ ہمکو ان الفاظ سے کوئی شکایت نہین کیونکہ کرام کاتبین نے لکھ لیا ہو
اور محکمہ قضا و قدر مین پیش کردیا گیا ہے - پھر مجھے کیا پروا ہے - قوم مین بھی
اونکی تقریر چکر لگا رہی ہے اور جنکا دل خارجیت سے مملو ہے وہ خوش ہونگے اور
ہم وہی کرینگے جو خدا کی ہدایت ہے فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل

اب جب جناب امیر علیہ السلام کو دیوث لکھ چکے تو حضرت شہربانو کی نسبت
ایسے الفاظ کی کیا شکایت کیونکہ جناب ممدوح نے خلیفہ دوم کی نسبت بھی کوئی

کلمہ کہا جسپر وہ نافہمی سے برہم ہوئے۔ پھر آپنے اوسکا معاوضہ لیا تو کیا گلہ۔
اگر کسی ڈاکو یا چور کے تسلط ناجائز سے اپنا مال جو اوسنے کسی طرح لیا جائے حرام ہو جاے تو بیشک آپ خلیفہ دوم کے تسلط پر فخر کرسکتے ہین اور کہ سکتے ہین کہ عطیہ کہان جائز ہوا۔

یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ جسطرح حضرت ہاجرہ ایک کافر ملعون سے عطیہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو ملین جنکی نسل سے فخر الانبیاء پیدا ہوئے اور تمامی عرب اوسی طرح بقول آپکے ایک منافق کے عطیہ سے کل سادات و مومنین کی ولادت ہوئی۔ پس جس لفظ کا استعمال آنحضرت رسول اللہ کی نسبت کرینگے۔ وہی لفظ بحق سادات و مومنین بھی مستعمل ہوسکتا ہے۔
فرق ہے تو اسقدر کہ وہ یقینی عطیہ ایک مشرک کا ہے جس کی کسیکو انکار نہین ہوسکتا اور یہان نہ عطیہ ہے نہ ہبہ بلکہ خلیفہ دوم کے زمانہ مین حضرت شہربانو بنت یزدجرد اسیر ہوکر آئین خلیفہ نے چاہا اونکو بھی مثل اور لونڈیون کے بیچ ڈالین جناب امیر نے منع کیا کہ یہ فعل خلاف حکم خدا و رسول ہے ان شاہزادیونکو اختیار دے کہ جسکو چاہین اپنی زوجیت مین قبول کرین اونسے جو مہر لیا جائے وہی انکی قیمت سمجھی جائے یا جو قیمت تخمین کی جائے وہ اونسے مہر مین لیا جائے۔ اس قاعدے سے حضرت شہربانو زوجیت جناب امام حسین مین آئین یہ خلاصہ ہے روایت مشہور کا ورنہ اسمین بہت کچھ اختلاف ہے بعض مورخین اہلسنت اس واقعہ کو واقعات خلافت جناب امیر سے لکھتے ہین۔
بہرحال چونکہ عطایاے کفار کو انبیاء کرام نے قبول کیے ہین۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم کا قصہ مذکور ہوا اور خود رسول اللہ کو مقوقس نے حضرت ماریہ قبطیہ بھیجا تھا جنسے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور راوئی نبوت کی حدیثین بھی آپکے یہان موجود ہین جو آخر کو موضوع قرار دی گئین لہذا اگر نمرود و مقوقس کے اسلام پر اس فعل سے استدلال ہوسکتا ہے تو بیشک خلیفہ دوم کے اسلام پر بھی آپ

استدلال کر سکتے ہیں اور اگر عیاذاً باللہ اونکے نسبت آپ حرامزادگی کے قائل ہیں تو سادات و شیعہ کو بھی ایسا کہہ سکتے ہیں اگر چہ اونکے یہاں تو اسکی تصریح موجود ہے کہ رسول اللہ کو آپ اوسی نسل سے مانتے ہیں جسمیں حرام کاری ہوئی تھی تو پھر شیعوں کو کیا عذر ہے۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

یہ بھی عجب راز ہے کہ بعد حضرت خدیجہ رسول اللہ کے اولاد ہوئی تو بطن قبطیہ سے جو عطیہ کافر تھیں اور نہ ہوئی تو اونسے جنکے زوجیت پر آپکو فخر ہے اگر چہ ایک ستو النسا اونکے لئے بنایا گیا مگر افسوس کہ وہ بھی وضعی ثابت ہوا

میری غرض اس تحریر سے صرف نمونہ تہذیب اہلحدیث دکھانا ہے تاکہ پبلک کو معلوم ہو یہ لوگ کسدرجہ مہذب ہوتے ہیں ورنہ کون نہیں جانتا انکی اصلیت کیا ہے۔

بہر حال اگر اڈیٹر صاحب شریفانہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو براہ کرم نہایت تہذیب سے میری پوری تحریر مندرجہ اصلاح ۸،۹ و ۱۰ نقل کریں اور جواب معقول تحریر کریں تو البتہ میں اونکے جواب کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور اگر یہی روش رہی کہ اسطرح گالی گلوچ کیا اور میری پوری تحریر کو نہ لکھا بلکہ چند فقرات ادہر اودہر سے لے لئے تو میں ہرگز اوسکے جواب کا ذمہ وار نہونگا

اڈیٹر صاحب اہلحدیث پر یہ الزام نہایت قدیمی الزام ہے کہ وہ پوری عبارت کسیکی نہیں لکھتے لہذا اگر خدا و رسول پر اونکا ایمان ہے تو میں اوسکا واسطہ دیتا ہوں کہ میری پوری تقریر نقل کرکے جو کچھ چاہیں ارشاد فرمائیں میں جواب کو حاضر ہوں۔

جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کسطرح اس قسم کی تحریروں پر مجبور کئے جاتے ہیں آخر غور فرمائیے کہ میں بھی انسان ہوں اور دل رکھتا ہوں۔

اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فیصلہ امامت و اقتدا کیسا مدلل اور مستحکم ہے کہ جواب اوسکا بجز اسکے کچھ نہیں ہو سکتا کہ اڈیٹر صاحب جی بھر کر کوسیں اور

گالیان دین - کیونکہ اس فیصلہ نے صرف امامت فاسقین ہی کا نہین فیصلہ کیا ہے بلکہ خلافت کا بھی فیصلہ ہوگیا کیونکہ جب مطابق نص قرانی مسلمانون کو فاسقون کی اقتدا جائز نہین تو امامت کبری یعنی خلافت کیونکر اونکو مل سکتی ہے جسکے لئے الامام لاینعزل بالفسق بطور اصول قایم کیا گیا -

اس مضمون کو دراصل فیصلہ امامت سے چندان تعلق نہین کیونکہ جب تک وہ ہماری پوری عبارت بے کم وکاست نہ نقل کرینگے اور اوسکے ہر استدلال کا جواب نہ دینگے قابل التفات نہین - بلکہ صرف نمونہ تہذیب اہلحدیث دکہانا ہے - کہ مدعیان شرافت کیسے شریف ہین اور کیسے مہذب اسپر ہمسے فرمایش کی جاتی ہے کہ اونکے بزرگان دین کا نام باحترام لیا کرون - حالانکہ جو اونکی اصلیت ہے وہ سبکو معلوم ہے -

اوڈیٹر صاحب معاف فرمائین کہ مین اونکے لفظ " دوست " سے خوش نہین ہوا کیونکہ اس قسم کے الفاظ تو رسول اللہ سے کہے جاتے تھے ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا حالانکہ ان دوستون نے جو کیا سبکو معلوم ہے - اور جب ایسے یار غار کے یہ افعال تھے تو آپسے کیا امید ہے

میرے لئے یہ آیہ قرآنی کافی ہے جس سے مین کسی طرح آپسے دوستی کا دعوی نہین کرسکتا نہ آپکی دوستی مجھے منظور ہے لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسوله ولو کانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم اولئک کتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه ویدخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها رضی اللہ عنهم ورضوا عنه اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ هم المفلحون -

(رمانی نمبر دوم)

# جواب نواب وقار نواز جنگ بہادر

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکے رسالہ اصلاح نمبر ۱۲ بابتہ ماہ ذیحجہ سنہ حال مین ایک استفتا جسکے مستفتی چودہری ظہور احمد خان صاحب حنفی ہین میری نظر سے گذرا ہرچند سائل کے مخاطب علمائے احناف ہین مگر چونکہ اکثر اصول عقائد مین احناف اور اہلحدیث متفق ہین لہذا مین بہی ایماناً و احتساباً اوسکا مختصر جواب لکھے دیتا ہون تاکہ ہمارے مخلصین اخوان احناف و اہلحدیث محبین اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر حق منکشف ہوجائے وہوا ہذا

متعدد آیات قرآنی سے کنایۃً اور اشارۃً فضیلت جناب امیر علیہ السلام ثابت ہے گو اونمین تصریح اسم نہین اور احادیث تو اسقدر بے شمار آپکی فضیلت مین وارد ہین جنکا قدر مشترک متواتر ہے یعنی آپکا رئیس اہل ایمان ہونا پس جو کوئی معاذ اللہ آپکو اون الفاظ سے یاد کرے جو سائل نے اپنے سوال مین لکھے ہین اور جنکے اعادے پر مین قادر نہین ہون تقشعر منہا الجلود و تضطرب بہا القلوب وہ بالاتفاق فاسق اور زمرہ اہل سنت سے خارج ہے لیکن محققین علمائے اہلحدیث کے نزدیک کافر ہے یا قریب بکفر ہے کسلئے کہ وہ احادیث متواترۃ المعنی کی تکذیب کرتا ہے دوسرے اوسکے کفر اور نفاق پر احادیث ذیل شاہد عادل ہین۔

یا علی لایحبک الامومن و لایبغضک الامنافق

الخوارج کلاب النار

علی منی و انامنہ و لایودی عنی الاعلی

یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ نبی بعدی۔

والسلام خیر ختام۔ خاکسار وحید الزمان عفا اللہ عنہ

اصلاح کون کہتا ہے کہ دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھگیا مگر علمائے احناف مین

اب ایک شخص بھی ایسا نہین دکھائی دیتا جو مذہب اہلسنت کا پابند ہو۔ خارجیت وناصبیت نے سبکو بیہوش کر دیا خدا رحم کرے۔

اگر حضرات اہلسنت اپنے مذہب کے پابند ہون اور سمجھکر اوسپر کاربند تو امید ہے کہ بہت جلد امن و اتفاق کی صورت پیدا ہو۔ مگر افسوس ہندوستانی آب وہوا مین اثار کسشی کے ایسے آثار پیدا ہورہے ہین کہ الحفیظ

اڈیٹران اخبار وطن ۔ پیسہ اخبار وکیل اگر اس ضروری مضمون پر توجہ کرین تو نہایت انسب ہے ۔ (اڈیٹر)

# جواب استفتا از خلیفۃ المسیح

میرے ایک معزز مہربان بہائی نے مولوی نور الدین صاحب مرزائی سے کچھہ سوالات پوچھے تھے جنکا جواب جو کچھہ اونہون نے دیا ہے اپنے معزز مہربان کی فرمائش پر برائے اندراج اصلاح ارسال خدمت کرکے امید ہے کہ آپ درج اصلاح فرماکر ممنون کرینگے۔ وہ صاحب اسبات کے بہی خواہشمند ہین کہ حضرات ناظرین مین سے کوئی صاحب اس جواب کا تار تار علحدہ کردین کیونکہ وہ مائل بجماعت مرزائی تھے مگر ایسے جوابونسے ذرا مذبذب ہوگئے ہین امیدکہ ناظرین ضرور توجہ فرمائینگے۔ بندہ مرید حسین جعفری ضلع شاہ پور

خانصاحب السلام علیکم

مولا مرتضی اور امیر معاویہ کی باہمی جنگ پر بعض محقق (۱) علما کا اعتقاد ہے کہ یہ لڑائیان ہوئی ہی نہین ۔ مورخ (۲) جھوٹ لکھتے ہین اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین فرماتا ہے لکن اللہ الف قلوبھم۔ اور فرماتا ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ صحابہ (۳) کرام کو باہم الفت خدا کا عطیہ تھا۔ اور اللہ کے فضل سے باہمی بہائی تھے۔ اور جو علما (۴) اون جنگونکو مانتے ہین ان کے چار گروہ ہین ۔ اول دونو معذور تھے ۔ دویم حق بجانب مرتضی تھا۔ سوم حق بجانب امیر معاویہ تھا چہارم دونو غلطی پر تھے ۔ یہ خاکسار دونو کو (۵) معذور سمجھتا ہے

باعثی کوئی [6] نہ تھا بلکہ میرا اعتقاد ہے کہ مولا مرتضیٰ ایک رنگ مین خلیفہ [7] تھے معذوری
کی یہ وجہ ہے کہ حضرت عثمان باوجود موجودگی حضرت مولا شہید [8] ہو گئے اور وہ شریر
قاتل حضرت مولا کے لشکر مین موجود معزز عہدہ [9] وپر ممتاز اور اپنے منشار کے مطابق [10] مدینہ
طیبہ سے اپنے بلاد مین لے گئے جناب عثمان کا کوئی قصور نہ تہا محض ظلماً مارا گیا ـ
اول یہ شبہ [11] بنی امیہ کے دامن آیا کہ اس قتل مین خود جناب مرتضیٰ شامل نہین ـ
تو قاتلونکو سزا کیون نہین دی جاتی دوم [12] جب خلافت مین شوری چاہیے تو امیر
شام کیون نہین بلا گیا سیوم بہت اصحاب [13] کو یہ رنج ہوا کہ کیون دار الخلافہ چہوڑ کر
ان قاتلون [14] کے ملک مین تشریف لے گئے ـ چہارم [15] خود مولا کا ایک آدمی خوارج
نے مارڈالا تو [16] ورمولا نے پندرہ ہزار آدمی خارجی نہروان اور حرورا مین قتل
کئے ـ بنو امیہ کا یہ خیال جم گیا کہ اپنے آدمی کے بارہ مین اتنا قتل مگر مولا مرتضیٰ کا یہ عذر تہا
اول امن ہو تو مقدمہ کی تحقیقات کیجائے کہ مجرم کون ہے دوم جسطرح ان اشرار نے
جوش مین عثمان کو قتل کیا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے اور اور صحابہ کو قتل کر دین ـ اتنی
بڑی قوم کے آدمیونکو سزا دینا سہل امر نہین ـ بڑی طاقت اور امن چاہیئے چہارم
ابہی انتقام کا موقع نہین وغیرہ وغیرہ ـ ان عذروں [17] سے بنی امیہ کی تسلی نہ ہوتی
تھی معاویہ نے جناب امیر کی زندگی مین صرف دعوی دم عثمان کا کیا ہے ـ اور
نہیں آخر اسی قوم کے ابن ملجم [18] نے جو قاتلان عثمان کی قوم تھی جناب مرتضیٰ کو ظلماً
شہید کیا ـ

(۲) میرے نزدیک طلحہ [19] و زبیر عائشہ نے بیعت جناب امیر المؤمنین نہین کی عائشہ تو
موجود نہ تھی اور طلحہ زبیر اشرار کو دیکھ رہے تھے ـ امن عام اور قتل قاتلان عثمان
کے منتظر تھے ـ امیر معاویہ [20] اور جناب مولا مین صلح کا موقعہ ہی اشرار نے نہین ہونے
دیا ـ صلح حدیبیہ اور عمار کی جو روایت آپنے لکھی ہے وہ بالکل غلط ہے ـ صلح حدیبیہ
مین ہرگز ہرگز ہرگز یہ ذکر نہین ـ کہ علی کو بہی یہی معاملہ پیش آویگا یہ تو کسی احمق [21] رافضی
کی گپ ہے ـ

بات یہ ہے کہ عمار یاسر کو مکہ والون نے کہا تھا کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انکار کرے عمار کی مان اور باپ کو وہ کافر ہلاک کر چکے تھے عمار انکو اسلام کیطرف بلاتے تھے اور کفار نار کی طرف۔ جب سنی شیعہ کی مخالفت ہوئی تو ایک معنی گھڑ لئے۔ یہ خلاصہ ہے آپکے خط کا جواب ہے اگر اسپر کچھ نقص نظر آوے تو اول آپ یہان تشریف لاوین یا لکھ بھیجین والسلام۔

نورالدین از قادیان

**اصلاح** چونکہ جواب استفتا پر بھی نمبر دیدئے ہین لہذا اون نمبرونکے ساتھ اس تحریر کو بھی ملاحظہ کرین۔

(۱) براہ کرم ایک شخص کا بھی نام لکھئے کہ وہ کونسا محقق عالم ہے جو اسکا قائل ہے کہ جناب امیر اور معویہ مین لڑائی نہین ہوئی کیونکہ مرزا حیرت کے سوا آجتک کوئی اسکا مدعی نہین ہوا۔

(۲) تو کیا امام بخاری و مسلم وغیرہ بھی جھوٹے ہین جنکی صحیحین مین یہ واقعات موجود ہین

(۳) کیا آپکو یہ نہین معلوم کہ رسول اللہ نے معویہ کو صحابیت سے خارج کیا ہے اور فرمایا ہے وہ میرا صحابی نہین ہے عقد الفرید امام عبد ربہ مین ہے فقال یا رسول اللہ مالی ولاصحابک قال ومالک ولھم قال یریدون قتلی یحملون لبنتہ و یحملون علی لبنتین فاخذ بہ وطاف بہ فی المسجد وجعل یمسح وجھہ من التراب ویقول یا ابن سمیہ لایقتلک اصحابی ولکن تقتلک الفئۃ الباغیۃ فلما قتل بصفین وروی ھذا الحدیث عبد اللہ بن عمرو العاص قال معویۃ ھم قتلوہ لانھم اخرجوہ الی القتل فلما بلغ ذلک علیا قال ونحن قتلنا ایضا حمزۃ لانا اخرجناہ ص ۲۲ جلد دوم مطبوعہ مصر یعنی حضرت عمار نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کیا ہوا ہے آپکے اصحاب کو جو مجھے قتل کئے جاتے ہین کہ خود ایک اینٹ اوٹھاتے ہین اور مجھسے دو۔ حضرت عمار کو لیکر تمام مسجد مین گھومے اور فرمایا اے ابن سمیہ تجھے میرے **اصحاب** نہین قتل کرینگے بلکہ **باغیون کا گروہ** قتل کریگا جب حضرت عمار جنگ صفین مین شہید کئے گئے۔ تو

تو عبد اللہ بن عمرو عاص نے یہ حدیث بیان کی تو معویہ نے کہا کیا ہمنے قتل کیا ہے اونکا قاتل وہ شخص ہے جو بغرض جنگ اونہین لایا یعنی حضرت علیؑ کیونکہ اونہین نے جنگ کے لئے بھیجا تھا جب یہ خبر جناب امیرؑ کو پہونچی تو حضرت نے فرمایا اس بنا پر چاہئے کہ حضرت حمزہ کے قاتل رسول اللہ ہون کیونکہ حضرت ہی نے اونکو کفار سے لڑنے کو بھیجا تھا۔

پس اگر بقول آپکے صحابہ مین باخود ہا الفت تھی تو معویہ بغض رسول صحابی ہی نہین تھا جو یہ کہا جائے کہ اوسکو بھی یا اوس سے صحابہ کو الفت تھی افسوس کہ آپلوگ قرآن کو بھی نہین پڑہتے قرآن مین تو معویہ وغیرہ بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ لکھا ہے اور اس سے قتال کرنیکو تو خدا نے واجب کیا ہے۔ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ سورہ حجرات مین موجود ہے۔ کہ جنگ کرو اوس فرقہ سے جو بغاوت کرے تا اینکہ رجوع کرے طرف حکم خدا کے پس جناب امیرؑ کا جہاد معویہ سے اسی حکم کے مطابق تھا کیونکہ خود رسول اللہ اسے فئۃ باغیہ فرماگئے تھے۔

(۴) یہ تقسیم آپکی ایجادات سے ہے ورنہ مذہب اہلسنت مین وہی حال ہے معویہ یا باغی تھا یا خطاکار جسکے مطلب یہ ہین کہ عمداً اوسنے ایسا نہین کیا بلکہ غلطی ہوگئی۔ مگر محققین اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ وہ باغی تھا نہ خطاکار

مولوی صدیق حسن خانصاحب بغیۃ الرایہ شرح عقائد مین لکھتے ہین وہرچہ از مخالفات ومحاربات واقع شد از طرف معویہ جنگ اوخالی از حمیت ونفسانیت نبود اینکہ گوئند خطاے اجتہادی بود دلپسند خاطر انصاف پسندان نیست در مالا بد منہ گفتہ ہر کہ با علیؑ منازعت کردہ مخطی است صفحہ ۹۱ مطبوعہ بہوپال۔

(۵) کیا خاکساری یہی ہے کیون نہین کہتے دو نو خطاوار تھے۔ بہرحال اپنے عقیدہ کے آپ مالک ہین علماے اہلسنت کا عقیدہ وہی ہے جو اوپر لکھا گیا۔

(۶) تو حدیث رسول اللہ غلط ہے جسمین حضرت نے معویہ کو فئۃ باغیہ کہا۔

(۷) براہ کرم بتائے کس رنگ مین خلیفہ تھے کیا خلیفہ کا کئی رنگ ہوتا ہے کیونکہ مطلب آپکا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ کے وہ خلیفہ دوسرے رنگ مین معویہ خلیفہ تھا۔

(۸) محض غلط ہے کیونکہ باجماع صحابہ وہ واجب القتل تھے اور بحکم صحابہ مارے گئے
(۹) محض غلط ایک آدمی کا نام بھی لکھئے جو قاتل عثمان تھا و حضرت کے یہان معزز عہدہ پر ممتاز تھا بعد قتل عثمان خود جناب امیر زوجہ عثمان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تھا بتاؤ کسنے قتل کیا اوسنے کہا ہم نہین جانتے پھر حضرت علی کیا کرتے کسکو قتل کرتے قاتل عثمان تو دراصل طلحہ و زبیر تھے چنانچہ مروان نے طلحہ کو جب تیر سے مارا ہے تو کہا ہمنے قاتل عثمان کو قتل کیا اب کسی سے ہمکو بدلہ لینا نہین ہے -
(۱۰) یہ بھی غلط ہے تمام تواریخ شاہد ہین کہ نہ قاتل عثمان کے مشورہ سے حضرت نے مدینہ چھوڑا نہ اونکے اصرار سے بلکہ چونکہ طلحہ زبیر عائشہ - بصرہ پر قبضہ کرنے گئے تھے لہذا ضرور ہوا کہ جناب امیر وہان تشریف لیجائین بعد فراغ کوفہ تشریف لائے جہان پھر معویہ سے جنگ شروع ہوئی -
(۱۱) محض غلط کیونکہ بنی امیہ سب مدینہ مین موجود تھے وہ جانتے تھے جناب امیر نے کسقدر عثمان کی مدد کی مگر عثمان کی بداعمالی نے ہلاک کرایا حضرت عثمان معویہ کو ابن عامر کو بلاتے رہے کوئی نہ آیا - اسی غرض سے کہ وہ مارے جائین تو ہمکو فساد کا موقع ملے - لہذا معویہ نے اپنے دلسے یہ تراشا کہ جناب امیر کے حکم یا اشارہ سے عثمان قتل ہوئے تاکہ جنگ کرنیکا موقع ملے -
(۱۲) خدا رحم کرے آپ پر مرزا قادیانی کی خلافت کسطرح کیجئے گا حضرت ابوبکر کی خلافت مین کب کوئی بلایا گیا تھا اور شوری کیا گیا جو جناب امیر کی خلافت مین اسکی ضرورت ہوتی - کیا حضرت عمر کی خلافت مین وہ بلائے گئے تھے - یا حضرت عثمان کی خلافت مین کوئی بلایا گیا تھا - اگر یہ قاعدہ جاری ہوتا تو حضرت علی کی خلافت مین بھی بلائے جاتے آجتک کوئی سنی ہوا اسکا قائل نہین ہوا کہ شورائے خلافت مین سکو بلانا چاہئے بلکہ بہ اتفاق اہلسنت دو ایک آدمی اہل حل و عقد کی بیعت سے خلیفہ ہو جاتا ہے -
مدینہ منورہ سے ملک شام ایک مہینہ کی راہ پر ہے تو کیا دو مہینہ تک خلافت کا انتظام بیکار رہتا حالانکہ آپلوگ کہتے ہین خلافت ایسی ضروری چیز ہے کہ اسکو دفن رسول اللہ پر

پر مقدم کیا۔ پس جب اتنی تاخیر بھی جائز نہ تھی کہ رسول اللہ کو دفن کر لیتے تب خلافت کی فکر کرتے۔ تو پھر کیونکر ممکن تہا جناب امیر کی خلافت مین اسقدر التوا کیا جاتا کہ جب معویہ ملک شام آتا تب خلافت کا انتظام کیا جاتا۔ آپنے جو مرزا قادیانی کی خلافت قبول کی تو تمام مریدونکو بلا لیا تھا۔ حالانکہ معاویہ تو طلقا سے ۔۔

اس خلیفہ نے تو یہ ایسی قید لگائی ہے جو آجتک کسی عالم کو بہی علماء اہلسنت سے نہ سوجھی ہو

(۱۳) یہ بہی غلط کوئی تاریخی ثبوت دیجئے حضرت خلافت کے بعد چار مہینے تک مدینہ مین رہے برابر باغیون سے لڑنے کی ہدایت کرتے تھے کہ انسے جہاد کرو تب حضرت نے مدینہ چھوڑا اور کوفہ تشریف لے گئے۔

(۱۴) آپکو یہ بہی نہین معلوم خوارج کا ملک کہان تہا۔ بلوائیان حضرت عثمان مصر کے رہنے والے تھے اور جناب امیر کوفہ گئے تھے نہ مصر۔ اسی علم پر آپ مرزا صاحب کے خلیفہ بنے ہیں

(۱۵) خدا کیواسطے اتنا جہوٹھ نہ بولئے اوس آدمی کا نام بتائے جسے خارجیون نے مار ڈالا حضرت نے پندرہ ہزار خارجی کو قتل کیا خارجی کل بیس ہزار تھے جنہون نے تمام ملک میں فساد پھیلا رکھا تھا حضرت نے اونکو فہمائش کی جب اونہون نے نہ مانا لڑائی شروع کر دی تو حضرت نے اونسے جہاد کا حکم دیا کہ وہ سب مارے گئے نو آدمی اونسے بچے اور وہی لوگ سب آپکے امام ہین۔

اگر جناب امیر کا آپکے خیال مین یہی قصور ہے کہ حضرت نے ان خارجیونکو کیون قتل کیا۔ تو آپکو حضرت ابوبکر سے زیادہ رنجیدہ ہونا چاہئے کہ اونہون نے لاکہون مسلمانون کو قتل کرایا اور آگ مین جلوایا حالانکہ وہ سب مسلمان تھے صرف منکر خلافت ابوبکر کوئی قصور نہ تھا۔

(۱۶) اب خود بہی عبارت ہے یا کہئے یہ عذر جناب امیر غلط تھا تو آپکو حضرت سے علیحدگی کرنا چاہئے یا کہئے کہ صحیح ہے تو پھر آپکو ماننا پڑیگا کہ حضرت نے جو کیا وہی حق تھا۔

(۱۷) عجیب اولیٰ منطق ہے بنی امیہ تو سب وقت قتل عثمان مدینہ مین موجود تھے پھر اونکی تسلی کیون نہوتی وہ تو تب بہی رہے تھے ہان معویہ کو چونکہ اسی بہانے

جنگ کرنا منظور تھا لہذا وہ بیطرح لڑنے ہی پر آمادہ ہوا اور نہ فہمائش کا کوئی دقیقہ اوٹھا رکھا گیا
(۱۸) مگر اسکے دو ساتھیوں نے معویہ و عمرو عاص کو بھی قتل کرنا چاہا لیکن وہ دونو بچ گئے
(۱۹) تمام مورخ تو یہی لکھتے ہیں سب سے پہلے طلحہ نے بیعت کی تھی پھر زبیر نے اور آپ لکھتے ہیں
طلحہ زبیر نے بیعت ہی نہ کی تو میں کسکو سچ کہوں تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری میں ہے

وکان اول من بایعہ من الناس طلحہ بن عبید اللہ فنظر الیہ حبیب بن ذویب فقال انا للہ و انا الیہ راجعون اول من بدء بالبیعۃ ید شلاء لا یتم هذا الامر وبایعہ الزبیر ص ۷۴ جلد ۳

یعنی سب سے پہلے جسنے بیعت کی وہ طلحہ تھا جسپر حبیب بن ذویب نے کہا پہلے جسنے بیعت کی وہ شخص ہے جسکے ہاتھ میں شل ہے نہ امر ناتمام رہیگا پھر زبیر نے بیعت کی ۔
اب آپ ہی کہئے آپ سچے ہیں یا علامہ ابن اثیر جزری وغیرہ ہزارہا مورخین و محدثین ہیں کیونکہ انمیں کسیکو اختلاف نہیں ہے ۔

(۲۰) یہ بھی آپکی بلند پروازی ہے دیکھئے تاریخ کامل میں ہے کہ جناب امیر نے لوگونکو معویہ کی فہمائش کو بھیجا ہے فابتدء بشیر بن عمر الانصاری فحمد اللہ واثنا علیہ و قال یا معویہ ان الدنیا عنک زائلہ وانک راجع الی الاخرۃ و محاسبک بعملک ومجازیک علیہ وانی انشدک اللہ ان تفرق جماعۃ هذہ الامۃ وان تسفک الدماء ما بینها فقطع علیه معاویۃ الکلام وقال هلا اوصیت بذلک صاحبک فقال ابو عمرو ان صاحبی لیس مثلک ان صاحبی احق البریۃ کلها بهذا الامر فی الفضل والدین والسابقۃ فی الاسلام والقرابۃ بالرسول قال فماذا یقول قال یامرک بتقوی اللہ وان تجیب ابن عمک الی ما یدعوک الیہ من الحق فانہ اسلم لک فی دنیاک وخیر لک فی عاقبۃ امرک قال معویۃ ونترک دم ابن عفان لا واللہ لا افعل ذلک ابدا قال فذهب سعید بن قیس یتکلم فبادرہ شبث ابن ربعی فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال

یا معاویة قد فهمت ما رددت علی ابن محصین انه واللہ لا یخفی علینا
ما تطلب انك لم تجد شیئا تستغوی به الناس وتستمیل به اهواءهم
وتستخلص به طاعتهم الا قولك قتل امامکم مظلوما فنحن نطلب بدمه
فاستجاب لك سفهاء طغام وقد علمنا انك ابطأت عنه بالنصر
واحببت له القتل لهذه المنزلة التی اصبحت تطلب ورب متمنی امر
وطالبه یحول اللہ دونه وربما اوتی المتمنی امنیته وفوق امنیته
وواللہ ما لك فی واحدة منها خیر، واللہ ان اخطاتك ما ترجو انك
لشر العرب حالا ولئن اصبت ما تتمناه لا تصیبه حتی تستحق من
ربك صلی النار فاتق اللہ یا معویه ودع ما انت علیه ولا تنازع
الامر اهله قال فحمد اللہ معویه ثم قال اما بعد فان اول ما
عرفت به سفهك وخفة حلمك ان قطعت علی هذا الحسیب
الشریف سید قومه منطقه ثم اعترضت بعد فیما لا علم لك به
فقد کذبت ولومت ایها الاعرابی الجلف الجافی فی کل ما ذکرت
ووصفت انصرفوا من عندی فلیس بینی وبینکم الا السیف وغضب
یخرج القوم فقال له شبث ابن ربعی اتهول بالسیف اقسم باللہ
لنعجلنها الیك فاتوا علیا فاخبروه بذلك فاخذ علی یامر الرجل
ذا الشرف فیخرج ومعه جماعة من اصحابه ویخرج الیه آخر من اصحابه
ومعه جماعة فیقتتلان فی خیلهما ثم ینصرفان ص۱۱ جلد ۳

یعنی جناب امیرؑ نے کچھ لوگونکو صحابہ سے فہمایش معویہ کو بھیجا تو سب سے پہلے بشیر بن عمرو
انصاری نے گفتگو کی اور بعد حمد و نعت کہا اسے معویہ دنیا زائل ہونیوالی ہے اور
قیامت کیطرف رجوع کرنیوالا ہے۔ خدا تیرے عمل کا حساب لیگا۔ اور مطابق اوسکے جزا
دیگا۔ مین تجھے خدا کی قسم دیتا ہون کہ اس امت کی جماعت کو متفرق نہ کر۔ اور مین ریزی
نہ کر۔ معویہ نے اس تقریر کو کاٹ دیا۔ اور کہا کہ اس قسم کی وصیت اپنے

صاحب (جناب امیر) کو کیون نہ کی۔ ابو عمر نے کہا ہمارا صاحب تیرا ایسا نہین ہے۔ وہ
تمام جہان سے زیادہ اس امر خلافت کا مستحق ہے۔ اپنے فضل۔ دین۔ سابقۂ اسلام قرابت رسول
مین۔ معویہ نے کہا پھر وہ کیا کہتے ہین۔ کہا کہ وہ حکم دیتے ہین تقوی کا۔ اور یہ کہ اپنے ابن
عم کی اجابت کرا امر حق مین جسکی وہ دعوت کرتے ہین کہ یہ اسلم ہے تیرے لئے دنیا مین
اور بہتر ہے آخرت مین۔ معویہ نے کہا تو کیا ہم خون عثمان کا مطالبہ چھوڑ دین قسم
خدا کی ہم کبھی ایسا نہ کرینگے۔ (اس سے ہی معلوم ہوا کہ مطالبہ خون عثمان خلاف تقوی تہا
کیونکہ ابو عمرو نے تو جناب امیر کا اسیقدر پیغام دیا تھا کہ خدا کا خوف کر اور امر حق قبول کر
جس سے معویہ نے انکار کیا) تب سعید بن قیس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر شبث بن ربعی
نے جلدی کرکے بعد حمد و نعت کہا اے معویہ ہم سمجھے تیرے اس کلام کو جس سے ابن محصن کے
کلام کو رد کیا۔ ہمکو معلوم ہے کہ تو نے صرف اسی غرض سے عثمان کی امداد مین تاخیر کی۔
کہ اسکا موقع ملے کہ اس درجہ پر فائز ہو جسکا تو متمنی تھا۔ بہت سے متمنی ایسے ہوتے ہین کہ
خدا اونکی تمنا کو نہین بر لاتا۔ اور کبھی پوری بہی ہوتی ہے مگر ہر حالت مین تیری خیریت
نہین کیونکہ اگر محروم رہا اپنی آرزو سے تو تو بدترین عرب ہوگا اور اگر فائز المرام ہوا تو
تو اوسیوقت کامیاب ہوگا جب خدا کی طرف سے مستحق جہنم ہو۔ بس پرہیز کر اے معویہ
اور چھوڑ دے اس امر کو جسپر آمادہ ہے اور صاحب حق سے منازعت نہ کر۔

معویہ نے اسکا جواب یہ دیا کہ بعد حمد و نعت کہا سب سے پہلے جو تیری حماقت ظاہر ہوئی
وہ یہ ہے کہ تو نے اس حسیب شریف سید قوم کی بات کو بات کاٹ دیا (مراد اس سے
سعید ابن قیس ہین جنہون نے پہلے کلام کرنا چاہا تہا) اور پھر وہ باتین کہین جنکا تجھے علم نہ
پھر غلط کہا اور قابل نفرت کلام کیا اے اعرابی۔ گنوار۔ جاہل چلے جاؤ ہمارے پاس سے کہ
تمکو ہمارا جواب بجز تلوار ہمارے پاس کچھ نہین ہے۔ اس کلام پر وہ لوگ جو منجانب جناب
امیر گئے تھے اوٹھکر چلے آئے۔ اور بوقت مفاودت شبث ابن ربعی نے یہ جواب دیا کہ کیا
تو تلوار سے ہمکو ڈراتا ہے قسم خدا کی ہم بہت جلد پہونچا دینگے اوسکو تجھ تک۔ پس سب
آئے حضرت علی کے پاس اور کہا جو کچھ وہان گذرا تہا۔ اسکے بعد لڑائی شروع ہوئی ہر روز

حضرت علیؓ ایک افسر کو بھیجتے اور ادہر سے معویہ بھیجا کرتا
ہمنے پوری عبارت عربی مع ترجمہ تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری اس غرض سے لکھدیا ہے
کہ خلیفہ مسیح کی ایمانداری اور لیاقت علمی معلوم ہو کہ وہ یہ کہتے ہین و امیر معویہ اور جناب
مولا مین صلح کا موقع ہی اشترا نے نہین ہونے دیا۔ حالانکہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ کسقدر
فہمایش کی گئی ہر طرح سے نصیحت کیگئی مگر اوسنے نہ مانا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور کیا جو کیا
افسوس کہ اب اہلسنت مین کیسے کیسے لوگ پیدا ہونے لگے جو اس طرح کی غلط گوئی سے
کام لیتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ آخر مرزا قادیانی کے مریدون مین کچھ لوگ صاحب علم بھی
ضرور ہونگے۔ اس قسم کی غلط بیانی دیکھکر اپنے خلیفہ کے حق مین کیا کہینگے۔

(۲) آگے اوسی تاریخ کامل مین ہے وحضر عمرو بن العاص عند علی لیکتب
القضیة بحضورہ فکتبوا بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضی علیہ
امیر المومنین فقال عمرو ھو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف
لا تمح اسم امیر المومنین فانی اخاف ان محوتہا ان لا ترجع الیک
ابدا لا تمحہا وان قتل الناس بعضہم بعضاً فابی ذلک علی ملیا من
النہار ثم ان الاشعث بن قیس قال امح ھذا الاسم محاہ فقال
علی اللہ اکبر سنہ بسنہ واللہ انی لکاتب رسول اللہ ؐ یوم الحدیبیہ
فکتبت محمد رسول اللہ وقالوا لست برسول اللہ ولکن اکتب اسمک
واسم ابیک فامرنی رسول اللہ بمحوہ فقلت لا استطیع فقال ارنیہ
فاریتہ فمحاہ بیدہ وقال انک ستدعی الی مثلہا فتجیب فقال عمرو
سبحان اللہ اتشبہ بالکفار ونحن مومنون فقال علی یا ابن
النابغہ ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمومنین عدوا فقال عمرو
واللہ لا یجمع بینی وبینک مجلس بعد ھذا الیوم ابدا فقال علی انی لا
لارجو ان یطہر اللہ مجلسی منک ومن اشباہک ص ۲۲۷ جلد ۳
عمرو عاص حاضر ہوا جناب امیرؑ کے پاس غرض تحریر صلحنامہ تو لکھا گیا بسم اللہ الرحمن الرحیم،

یہ صلحنامہ ہے جسپر صلح کی امیر المومنین نے عمرو عاص سے کہا۔ وہ تو تمہارے امیر ہین ہمارے نہین۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین نہ نکالا جائے اگرچہ اسپر لڑائی ہو اور لوگونکی جان جاوے حضرت نے کچھ دیر تک انکار کیا بعدہ اشعث بن قیس (خلیفۂ اول نکالا ہنوز) نے کہا کہ اس لفظ کو محو کر دیجیے حضرت نے مٹا دیا۔ اور کہا اللہ اکبر سنۃ لسنۃ کیسا انطباق ہے واقعہ مین) مین کاتب رسول اللہ تھا صلح حدیبیہ مین محمد رسول اللہ لکھا گیا تو کفار نے کہا آپ رسول خدا نہین ہین اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھیے حضرت نے مجکو حکم دیا کہ لفظ رسول اللہ کو محو کرین تو مینے عرض کیا مجھمین اسکی طاقت نہین ہے حضرت نے فرمایا مجھے دکھاؤ مینے دکھایا تو آپنے اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا اور فرمایا اے علی تجسے بھی اسکی خواہش کیجائیگی اور تمکو قبول کرنا پڑیگا۔ عمرو عاص نے کہا کیا ہملوگ کی تشبیہ کفار سے دیجاتیگی حالانکہ ہملوگ مسلمان ہین۔ پس حضرت علی نے کہا اے ابن نابغہ (نام مادر عمرو عاص) کس زمانہ مین تو فاسقین کا مددگار نہ تھا اور مومنین کا دشمن نتھا۔ عمرو بن عاص نے کہا قسم خدا کی اب کبھی ہماری اور آپکی یکجائی نہوگی کسی صحبت مین حضرت علی نے فرمایا مین امید کرتا ہون کہ خدا ہماری فرش کو طاہر کرے تجسے اور تیرے امثال سے۔

اب خلیفۃ المسیح سے التجا ہے کہ بغور ملاحظہ فرمائین یہ کسی احمق رافضی کی گپ ہے یا آپکے ایک عالم علامہ محدث مورخ کے تاریخ کی عبارت ہے۔

(۲۴) اب معلوم ہوا کہ آپ بیشک خلیفۃ المسیح ہین کیونکہ جس حدیث عمار کی آپ تاویل کرتے ہین وہ ایسی حدیث ہے جو صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور جملہ صحاح ستہ مین موجود ہے۔ اور اس حدیث نے معویہ کو فرقہ باغیہ کا خطاب دلوایا۔ اور ہم شروع مین اس حدیث کو لکھ چکے ہین جس سے آپکو معلوم ہوا کہ معویہ بقول رسول اللہ صحابی نہین ہے۔ مگر آپکو سنا اصول مذہب تو یہی ہے کہ حضرت رسالتمآب کی جہانتک ہوسکے مخالفت کیجائے۔

ہم چونکہ جانتے ہین یہ چند اشخص جو مرزا قادیانی کے مرید ہین حقیقت مین اتباع مسیلمہ کذاب سے شبہ ہو گئے ہین لہذا ہم نہ آپکو قابل خطاب جانتے ہین نہ لائق تخاطب۔ اسی لیے

کبھی آپ ایسے تخاطب نہیں کرتے ۔ مگر اپنے دوست مہربان میر ید حسین صاحب کے اصرار سے مجبوری ہوئی جو یہ چند کلمہ بغرض اظہار حق لکھ دیا ۔ والسّلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(اڈیٹر)

# آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

اس کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ دسمبر کو جس کامیابی سے لکھنؤ میں ہوا اس قابل ہے کہ جہانتک اسپر فخر کیا جائے کم ہے ۔ کیونکہ ہنوز اسکا دوسرا سال ہے اور اس نے وہ کام کیا جو دوسرے لوگ سالہا سال میں نہ ہو سکا ۔ تبدیلی تاریخ سے خیال تھا اس سال کی کانفرنس پھیکی ہوگی مگر ہزار شکر کہ مومنین نے اس ہمت اور استقلال سے اپنی کانفرنس کا خیر مقدم کیا کہ دوسروں کو رشک آنے لگا ۔

اس دوسرے سالانہ کانفرنس کے برکات سے یہ بھی ہے کہ ۱۶ اجلاسوں میں نہ زیادہ تکراریں ہوئیں ۔ نہ کسی قسم کی بدمزگی نہ بات بات پر ردوکد ۔ بلکہ کل امور نہایت متانت اور سنجیدگی سے طے ہوئے جن میں کسیطرح کا نزدد تھا نہ ضد نہ ہٹ ۔

سب سے زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ کانفرنس نے اپنے دوسرے ہی سالگرہ میں عملی جامہ پہن لیا اور ایک مجسم کارگذار کی شکل میں نمایاں ہوئی جو اسکے مخصوصات سے ہوگا ۔ اور کام بھی وہ اختیار کیا جو ہم خرما ہے اور ہم ثواب کیونکہ شوگر فیکٹری کی بنیاد ڈالی جس سے ایک طرف کل حصہ دار و نکو بے انتہا منافع ہونگے دوسری طرف مال طیب و طاہر ملیگا ۔ نجاست سے محفوظ رہینگے کیونکہ شکر اپنے ہی ہاتھوں بنیگی اور ہر قوم ہر فرقہ کو مال طاہر ملیگا +

ممبران کانفرنس ۔ اور ڈیلیگیٹوں کی آمد تو دو تین روز قبل ہی سے شروع ہو گئی تھی مگر ۲۴ کو پورا اپنڈال کا مومنین سے مملو تھا ۔

سال گذشتہ کا اجلاس عمارت رفاہ عام میں ہوا تھا جو ایک نہایت وسیع اور دلکشا

عمارت ہے مگر اس سال وہ ہال کافی نہ تھا لہذا ارکان کانفرنس نے ایک نہایت خوشنما پنڈال اوسی حاطہ رفاہ عام مین بنایا تھا جسکا طول ۱۴۴ گز عرض ۶۲ گز تھا۔ جو تمامی ممبران سے مملو تھا۔

ممبرونکی تعداد بفضل خدا سے بہت کافی تہی بیرونجات سے ممبری کے ٹکٹ ، ا۳سو فروخت ہوئے اور اسکے قریب وزیٹر ونکے ٹکٹ فروخت ہوئے یعنی ۶ ہزار روپیہ ٹکٹ کے فروخت سے حاصل ہوئے اور حسین آباد ضلع مونگیر کے ایک رئیس نے سات سو روپیہ بمداعانت کانفرنس دئے اور انریبل نواب فتح علیخان سی آئی اے رئیس لاہور نے پانچسو اور دیگر مومنین لاہور نے بہی پانچسو روپیہ عنایت کئے۔ نواب اکبر علیخان صاحب عرف چہوٹے نواب صاحب پٹنہ نے چارسو اور نواب یوسف علیخان صاحب کلکتہ ٹرسٹی امام باڑہ ہوگلی نے پانچ سو روپیہ اور خان بہادر مرزا شجاعت علی صاحب نے دوسو روپیہ سے استقبالیہ کمیٹی کی امداد کی۔ یعنی کانفرنس کے اجلاس کے قبل قریب دس ہزار روپیہ کے اخراجات کانفرنس کو حاصل ہوئے۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مومنین بالیقین کو اپنے کانفرنس سے کیسی ہمدردی ہے اور کسطرح اسکے استقلال اور ہمت افزائی مین کوشان ہین۔ حالانکہ سال گزشتہ کی کدورت بعض جو مومنین بہری ہوئی ہین جس سے بہت سی رکاوٹین پیدا کی گئین مگر اسپر بھی یہ کامیابی نہایت عظیم الشان ہے۔ اور ہمکو امید ہے کہ تیسرا اجلاس اس سے زیادہ سرمایہ بہم پہونچائیگا۔ کیونکہ اتنی مقدار تو صرف پٹنہ سے ہونی چاہئے۔

روساء اودھ سے جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب تعلقہ دار اکبر پور ضلع فیض آباد دام اقبالہ نے جس محبت اور ہمدردی سے اس کانفرنس سے دلچسپی لی نہایت قابل قدر ہے استقبالیہ کمیٹی کے آپ پریسیڈنٹ تھے اور ہر اجلاس مین بڑی سرگرمی سے شریک رہے اس کانفرنس مین ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ شریک تھے۔ تمامی علما اور فضلا کی نشست صدر نشین صاحب کے داہنے طرف تھی جو ایک مرتفع اسٹیج پر نہایت خوشنما کرسیون پر تھی۔ اور بائیں جانب لیڈر رؤسا اور تعلیم یافتہ حضرات کی نشست گاہ تھی

جہان بہت سے تعلقہ دار اور بیرسٹر وکیل۔ ڈیلیگیٹوں کا مجمع تھا جو اپنی اپنی جماعت کی طرف سے وکیل ہو کر تشریف فرما تھے۔

۲۴ دسمبر کو پہلا اجلاس کانفرنس شروع ہوا سب سے پہلے جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب تعلقہ دار اکبرپور پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی نے کانفرنس کی طرف سے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور اپنی افتتاحی تقریر سنائی جو نہایت جوشیلی اور رنگین تقریر تھی۔

جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب صرف رئیس اور تعلقہ دار ہی نہیں ہیں۔ بلکہ نہایت تعلیم یافتہ ہیں مدتوں کربلا و نجف اشرف میں قیام فرما کر علوم دینیہ سے بہت ہی باخبر ہیں جس سے ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ آپکی تقریر کس درجہ موثر اور معنویت کا پہلو لئے ہوگی۔

جناب ممدوح نے اسپر پوری خوشی اور مسرت اپنی ظاہر کی۔ کہ یہ کانفرنس روسا و روحانی کے زیر حمایت ہے جس سے ہمارے فرقہ کے دین و دنیا دونو محفوظ ہیں اور ہمارے روسا و روحانی نے اپنی سعی اور توجہ کا دائرہ وسیع فرمایا ہے اس تقریر سے عام جوش اور ولولہ پیدا ہو رہا تھا اسکے بعد پریسیڈنٹ کا باقاعدہ انتخاب ہوا اور جناب نجم العلما مولانا السید نجم الحسن صاحب دامت برکاتہ پریسیڈنٹ کانفرنس بنائے گئے اور رونق افزائے کرسی صدارت ہوئے۔

جناب ممدوح کی افتتاحی تقریر ۲۴ صفحوں پر طبع ہو کر شرکائے کانفرنس کو اوسی وقت تقسیم کیگئی اور جناب ممدوح نے استادہ ہو کر تمامی حضار کو اپنی تقریر سنائی جسپر ہر طرف سے نعرہ صلوات بلند تھا اس پوری تقریر کی تو گنجایش نہیں۔ انشاء اللہ روداد جلسہ کانفرنس کی طبع ہو کر کل ممبران کی خدمت میں پہونچے گی۔ مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ اس تقریر سے ہمارے علماء کرام کی وہ اعلیٰ قابلیت پوری طور سے ظاہر ہوتی ہے جسکے نسبت عام طور سے کہا جاتا ہے کہ یہ پیدائشی علما کی قید فضول ہے۔ حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے کیونکہ جن علما دین نے اپنی جانوں کو خدمت دین کیلئے وقف کر دیا ہے اور علوم قرآن و اہلبیت سے تمامتر اونکا اشتغال رہتا ہے۔ اونسے بڑھکر ضروریات قوم سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہماری قوم محض ایک دنیاوی قوم نہیں ہے جسکا ماخذ ابرکس و ناکس بن سکے۔ بلکہ یہ وہ قوم ہے جسکے دین و دنیا اسطرح مخلوط ہیں کہ دو آنکھ سے ایک ہی نور پیدا ہو اور پھر دو دکھائی دے۔

اس تقریر افتتاحی مین ہماری کل قومی ضرورتونسے نہایت خوبی سے بحث کی گئی ہے جسپر مقصود
نہین کچھ زیادہ روشنی نہین ڈالسکتے مگر یعنی - دینوی . تعلیمی - اخلاقی - تجارتی - زراعتی کل
ضرورتونپر ایک ایسی مفید و موثر نصیحت کی گئی ہے کہ آجتک جتنی تقریرین دوسری مہذب
قومونکی کانفرنس کے پریسیڈنٹون نے کی ہے - سب سے اسکا پہلو بڑھا چڑھا تہا اور تعلیم یافتہ
و دیرینہ تجربہ کار حضرات نے اسکی خوبیان مان لین -

اخبار وکیل - پیسہ اخبار - وطن مین اس تقریر کے اقتباسات شایع ہوچکے ہین جنسے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ افتتاحی تقریر کس نظر عظمت و وقعت سے دیکھی گئی کہ تمامی اہل الرائے حضرات
نے اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی -

ہم اپنی معزز قوم کو مبارکباد دیتے ہین کہ آپکی کانفرنس نہایت کامیاب کانفرنس ہے جسنے دوسرے ہی
سال مین وہ کامیابی حاصل کی کہ تمام کانفرنسین نظر رشک سے دیکھتی ہونگی

آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر سی آئی - اے والی ریاست محمود آباد تیسرے اجلاس مین رونق
افزاے کانفرنس ہوئے اور اختتام جلسہ تک شریک رہے - اور ایک رزولیوشن بھی بتحریک آپکے
پیش ہوا ہو کہ لکھنؤ مین ایک بہت بڑے پیمانہ پر ارفنج (یتیمخانہ) کہولا جائے - جسکے پیٹرن ہز ہائینس نواب
رامپور دام اقبالہ ہون -

چھٹا اجلاس ۲۶ دسمبر کا ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا کہ حضور لامع النور والی ریاست رامپور
دام اقبالہ بالعز والسرور ۱۲ بجے رونق افزاے کانفرنس ہال ہوئے جسکی شان قابل دید تھی -
مجمع کا استقبال اور مشتاقین کا ہجوم بیان نہین ہوسکتا کہ ایک ایسے شیعہ والی ملک کی زیارت
کا اشتیاق تھا -

شیعہ کانفرنس کا ہال پہلے سے آپکے خیر مقدم کیلئے سجا ہوا ملیا رہتا پہلے امید تھی کہ آپ ۱۱ بجے تشریف
لائینگے - اسی لئے ۲۶ دسمبر کا پہلا اجلاس ۱۰ بجے تمام کیا گیا کہ کل ممبر ۱۱ بجے تک فارغ ہوکر جمع
ہوجائین - اور نواب صاحب ۱۲ بجے تشریف لائین تو کانفرنس کو جلسہ پائین دو گھنٹہ قیام
کرکے معاودت فرمائے دار الریاست ہون لہذا اس روز کا اجلاس تین اجلاسونپر تقسیم
کیا گیا تہا یعنی ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک ۳ بجے سے ۶ بجے تک -

مگر چونکہ اتفاقی طور پر تشریف آوری میں تاخیر ہوئی لہٰذا ۸ بجے مشتاقین کا مجمع فراہم ہوا جو ساڑھے ۹ بجے تک اوسی طرح جما رہا۔ اس عرصہ میں مختلف تقریرین ہوتی رہین اور جناب مولوی سبط حسن صاحب ممتاز الافاضل اپنے خوش آیند وعظ سے سارے مجمع کو محو بناے رہے۔

ساڑھے ۹ بجے کے اندر حضور نواب صاحب رونق افزاے کانفرنس ہوے اور ہر طرف سے نعرہ صلوٰۃ بلند ہوا پہلے ریلوے اسٹیشن پر نواب بہادر کا باضابطہ استقبال ہوا۔ اور وسقتالی کمیٹی اوسی جلوس شاہانہ کے ساتھ کانفرنس مین لائی پھر اڈریس دیا گیا جسکو نواب شہنشاہ حسین صاحب ال ال بی وکیل نے نہایت جوش مسرت سے پڑھکر سنایا۔ اور زرنگار خریطہ مین فیل دندان کی نہایت خوشنما کشتی مین وہ اڈریس پیش کیا گیا جس سے اشیا خصوصاً لکھنؤ کی صناعی کی ایک تازہ یادگار ہوگئی کہ ایک شب مین کس خوبی سے یہ جالدار کشتی فیل دندان کی طیار کی گئی تھی

اڈریس کا مضمون اور ظاہری صورت بھی نہایت نادر تھی۔ مختصر الفاظ مین آپکی تشریف آوری کا شکریہ شیعہ کانفرنس کے مختصر حالات نہایت خوبی سے درج تھے جسکو ہز ہائینس نے نہایت مسرت سے سنا اور قبول فرمایا۔

بعد ہ ہز ہائینس نواب رامپور دام اقبالہ نے کھڑے ہوکر اپنے جواب مین نہایت مسرت اور اطمینان ظاہر فرمایا جس مین یہ الفاظ نہایت گرانبہا تھے "مین خود مذہباً شیعہ اثنا عشری ہون لیکن اپنی سنی اور ہندو رعایا کے ساتھ یکسان برتاؤ کرتا ہون"۔

کانفرنس کے ساتھ اپنی دلچسپی ظاہر کرتے ہوے مسٹر جیمس میسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات متحدہ کا شکریہ ادا کیا کہ ممدوح نے ان نزاعات کے لئے ایک کمیشن مقرر فرمایا کہ شیعہ وسنی رعایاے لکھنؤ کے مابین عزاداری کے زمانہ مین جو ناگوار نزاعات ہوگئی تھین۔ انکو طے کرادین۔ نعرہ صلوات کے ساتھ ہز ہائینس نے یہ آرزو کی کہ عنقریب خانہ کعبہ مین ہم شیعون کا

پانچوان مصلے

قائم ہوجائیگا۔ اور سلطان ترکی کے جدید انتظام حکومت سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتے ہوے کانفرنس کو یہ مشورہ دیا کہ ایک شکریہ کا تار دینا چاہیے۔ نیز دولت انگلیشیہ کے اس دوستانہ ہمدردی کے لئے اظہار تشکر کیا جو سلطان کی موجودہ دقتون مین ہماری گورنمنٹ کی طرف سے وقوع مین آئی ہین۔ آخر مین درود پڑھکر اپنی تقریر کو ختم کیا اللھم صل علی محمد وآل محمد

ہزہائینس قریب دو گھنٹہ رونق افزاے شیعہ کانفرنس رہے اور وقت ورود سے تا بوقت
ترخیص تمامتر روئداد بتحمل آپکا جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ
سے رہا - اظہار اخلاص و عقیدتمندی مین ہزہائنس نے یہ بھی فرمایا کہ مین کانفرنس مین بیٹھا تھا
اس خیال سے شریک ہوا کہ آپکی نیابت یا ملاقات ہوگی ۔

وقت ترخیص بھی جناب صدر المحققین اور جناب مولانا نجم الحسن صاحب پریسیڈنٹ کانفرنس
اوسوقت تک تشریف فرما رہے کہ نواب صاحب موٹرکار پر سوار ہوکر رخصت فرما ہستین ہوئے

ہزہائنس کے دوران قیام مین رزولیوشن ملت پیش ہوا کہ اس شیعہ کانفرنس کی رائے ہے
کہ ایک آل انڈیا شیعہ بورڈنگ ہوس اس لکھنؤ مین قائم ہو جسمین شیعہ طلبا کی دینی و دنیوی تعلیم
وتربیت کیجائے - جو باتفاق رای پاس ہوا اور ہزہائنس نے پانچہزار نقد بوعدہ اضافہ عطیہ حسب
ضرورت عنایت فرمایا اور دیگر حضرات نے پندرہ ہزار کا وعدہ فرمایا - یہ ایسی کامیابی ہے کہ جہانتک
اسپر فخر کیا جاے کم ہے

یہ سب برکتیں ہمارے علمائے کرام نواب آئمہ اطہار علیہم السلام ہے کہ سال بھر مین اس کانفرنس نے
ایسی عظمت اور کامیابی حاصل کی جو دوسری قومونکو بیس بائیس برس کی شبانہ روزی محنت
وجانکاہی مین بھی نہین حاصل ہوئی حق یہ ہے کہ خلوص اگر پایا جاتا ہے تو اسی فرقہ حقہ مین جسمین
کوئی کام نہ خلاف شریعت ہوسکتا ہے نہ خلاف دیانت نہ علما سے ہم جدا ہوسکتے ہین نہ امرا سے
کیونکہ اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ دین و دنیا کو جمع کرتے ہین ۔

اسی اصول پر شیعہ کانفرنس کی ابتدا ہوئی جسنے سال بھر مین یہ کار نمایاں کر دیا کہ ہر طرف
کامیابی کی صدا بلند ہے - اور دوست دشمن اسکی سنجیدگی اور متانت کو تسلیم کر رہے ہین
آجتک جتنی کانفرنسین ہوئین اونہون نے بجز راے و مشورہ اور قوم سے تحصیل کے
کوئی کام نہین کیا - مگر شیعہ کانفرنس نے پہلے ہی سال مین قوم کے مالا مال کرنے کا
ارادہ کیا کیونکہ لشکر سازی کا محکمہ اسنے ایسا قایم کیا ہے کہ اگر کامیاب ہوجاے تو
پھر قوم کا سب درد دکھ دفع ہو

کارروائی صدر یعنی انتخاب پریسیڈنٹ کے بعد کانفرنس اسطرح شروع ہوئی [illegible]

پریسیڈنٹ کی تقریر نہ ہوئی ہوگی جس سے یہ شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے علماے اعلام ضروریات
زمانہ سے کسقدر باخبر ہین اور قوم کے صلاح وفلاح کی کیسی اعلی قابلیت رکھتے ہین ۔

(۱۰) جناب حافظ فیاض حسین صاحب مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ نے حفظ قرآن مجید کی تلاوت
کی اور اون آیات کو بکمال خوش الحانی سے سنایا جنمین آداب وقواعد کانفرنس شوری کی
طرف اشارہ ہے اور چار رزولیوشنون پر یہ اجلاس تمام ہوا

(۱) شکریہ ملک معظم اڈورڈ ہفتم کے شاہی پیغام پر جو حضور ممدوح نے ازراہ رعایا پروری صادر فرمایا ہے
پیغام اوسی فرمان کا موید ہے جو ملکہ معظمہ نے ۱۸۵۸ء مین صادر فرمایا تھا جسمین خاص طور پر ملت
و مذہب کی آزادی و نگرانی کا وعدہ فرمایا تھا ۔

(۲) شکریہ سر جان ہیوٹ بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات متحدہ کہ نزاع فریقین اہل اسلام
کے دفع کرنے پر منصفانہ توجہ فرمائی ۔

(۳) شکریہ مسٹر ایل ایم جالیننگ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کہ ہمارے معابد کی مرمت پر توجہ فرمائی اس
کانفرنس کو گورنمنٹ ممالک متحدہ سے امید ہے کہ اس امر خاص مین کافی اعانت کریگی ۔

(۴) تعزیت حجۃ الاسلام مرزا حسین بن خلیل طاب ثراہ اعظم مجتہدین نجف اشرف و تعزیت جناب
مرزا عابد علی صاحب مرحوم سب جج و وائس پریسیڈنٹ شیعہ کانفرنس ۔

دوسرا اجلاس ۲ بجے حافظ کفایت حسین صاحب متعلم مدرسہ شکارپور ضلع بلند شہر نے ابتدا
تلاوت کلام مجید فرمائی جسپر بوقت موقع جناب فخر الملک نے فرمایا کہ ہر شخص دیکھ رہا ہے شیعہ مذہب
مین ایسے ایسے کمسن بچے حافظ قرآن ہوتے ہین پھر رزولیوشن ۵ پاس ہوا کہ فرقہ شیعہ کی
ترقی تعلیم کے لئے ایک فنڈ کھولا جائے جس سے ہر قسم کی تعلیم کیلئے وظیفہ دیا جا سکے ۔

(۶) اس کانفرنس کو اون مشنونسے ہمدردی ہے جو اشاعت مذہب شیعہ مین کوشش کرتے ہین

(۷) ہر ایسے گانو مین جو قرب وجوار کے شیعہ آبادی کا مرکز ہو پرائمری اسکول مع بورڈنگ ہوس
کھولا جائے جسمین دینی و دنیوی تعلیم ساتھ حاصل کر سکین ۔

اجلاس سوم ۲۵ دسمبر صبح (۸) یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ دستکاری و زراعت و تجارت
کے کامون مین اپنے قوم کے ممبرونکے مصروف کرنیکی تدابیر ذیل اختیار کیجائین ۔ (۱) کارخانہ سنگر سازی

مناسب مقامات پر جاری کئے جائیں۔ سرکاری کارخانہ کی ابتدا اسلئے میں ہزار کا سرمایہ قرار دیا جائے اور خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے ایجاد کردہ اصول پر اسکی بنا ہو (۲) ان کارخانوں میں شیعوں کو مفت تعلیم دیجائے (۳) ممکن ہو تو کبھی بنائیکا کارخانہ حسب اغراض بالا کھولا جائے۔ (۴) کم سے کم امسال ایک طالب العلم وظیفہ دیکر رڑکی کالج کے مکینکل کلاس میں داخل کیا جائے اور اوسکے وظیفہ کا انتظام ہو (۵) کم سے کم ایک طالب علم اگریکلچرل کالج میں تعلیم مخصوصہ زراعت کے لئے داخل کیا جائے اور سرکاری فارموں پر پرائیوٹ طور سے زراعت پیشہ شیعوں کو تعلیم دیجائے

یہ اجلاس خان بہادر سید محمد ہادی صاحب کی نہایت فصیح اور مدلل تقریر پر تمام ہوا جسکا آخری حصہ یہ ہے

شکر کی تجارت کے بارہ میں یہ مشہور ہے کہ ہڈی ملی ہوئی ہے گو میں اس سے خوب واقف ہوں لیکن کسی قسم کی رائے زنی کا مستحق نہیں اسلئے ساکت رہنا بہتر ہے لیکن اتنا ضرور کہونگا کہ شاید وہ چینی جو رائج ہے حرام نہیں ہے۔ لیکن اگر دیسی چینی دیسی ترکیب سے بنے تو کوئی مضائقہ اسکے استعمال میں مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ گو دیسی چینی صفائی اور عمدگی میں ولایتی چینی سے مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن میں نے ایک ترکیب ایسی ایجاد کی ہے جس سے دیسی چینی جو کارخانہ ساز تیار کردہ ہندوستان آپ حضرات لے سکتے ہیں۔ نہ تو اسمیں میل ہے۔ نہ کوئی خرابی ہے اور اسکی تیاری میں محض سات روپیہ فی من صرف ہے اور بازار میں سولہ روپیہ سے کم نہیں بکتی اگر آپ نے اس نفع کثیر والی تجارت کیطرف توجہ کیا اور اسے اپنا کر لیا تو بہت ترقی کی امید ہے کیونکہ ابتدائی زمانہ ہے ورنہ اگر دوسری قوموں نے اسکو اپنا کر لیا تو پھر گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں کا مقولہ صادق آئیگا۔

شکر سازی کا طریقہ ایسا سہل ہے کہ آپکی قوم کے وہ افراد جنکو کسی کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور باوجود سخت کوششوں کے کوئی روزگار انہیں نہیں ملتا انکو مثل دوسری قوموں کے شکر سازی کی تعلیم دیجا سکتی ہے اور وہ بہت قلیل زمانہ میں صاحب روزگار ہو سکتے ہیں۔ اکثروں کو میں نے دو دو چار چار ماہ میں تعلیم دیدی اکثر فرقہ والوں نے ادہر توجہ کی ہے اور بہتیروں کو میں نے ایسے لوگوں میں سے بھی تعلیم دی ہے جو محض جاہل اور بے روزگار تھے۔ لیکن اسوقت خدا کے فضل سے شکر سازی سیکھکر معقول رقم کی تنخواہ دار ہیں۔ اکثر ان میں سے بنگالی۔ عیسائی اور ہندو ہیں۔ اگر ہماری قوم نے اسوقت ایسے مفید ضروری اور اہم مسئلہ کو نظر انداز کر دیا تو پھر کف افسوس ملنا ہوگا۔

مین مکرر عرض کرتا ہون کہ جو کچھ مینے بیان کیا محض لفاظی اور فضول نہ سمجھے گا قومی ترقی
اور تحصیل مذاق کیلئے اس سے زیادہ بہتر طریقہ آپ حضرات کو مین یقین کیساتھ مطلع کرتا ہون کہ
میرے کلام کی تصدیق اور میرے تجربہ پر بہروسہ کرکے فی حصہ عـه قرار دیکر اسکے حصص خریدین اور
چہوٹے سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کرکے کام شروع کر دیا جاے کہ کانفرنس پر غیر عملی ہونیکا جو الزام ہے
وہ بہی دور ہو اور قومی ترقی بہی ہو۔

مین دیکھتا ہون صوبہ مدراس زیادہ تر اسمین منہمک ہے۔ اور ہمارے ہی معمولی تعلیم دئے
ہوئے بعض آدمی ایسے کارخانہ کہولنے مین مصروف ہین جنکی بیحد تعریف سنی جاتی ہے۔

میرے خیال مین یہ میدان کام کرنیکا ابہی بالکل صاف اور کہلا ہوا ہے اگر آپ ادہر توجہ کرین
تو بہت کچہہ قومی مواد پیدا ہو سکتی ہین۔ ابہی شکر سازی کی تواریخ کا یہ ابتدائی زمانہ ہے اگر آپنے اسکو
اپنا کر لیا تو مین یقین دلاتا ہون کہ آپ اس سے کثیر فائدہ حاصل کرینگے۔ ہم آپکو اس بات کا بہی یقین
دلاتے ہین کہ آپکا روپیہ ہم اسیوقت صرف کرینگے جبکہ ہمکو اس امر کا یقین ہوگا کہ وہ بیچاری نادار
قوم کا ضایع نہ ہو جائے گا۔

میرے خیال مین اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ گنا خرید لیا جاے اور جولائی آیندہ تک
مشین منگاکر کارخانہ کہول دیا جاے اور ہمین کافی امید ہے کہ آپ کل حضرات اور وہ لوگ بہی جو اس
مبارک جلسہ مین تشریف نہ لاسکے لیکن اس خلوص قوم کے ممبر ہین اس کمپنی سے ہمدردی کرکے شریک ہونگے
اور ایک معقول سرمایہ فراہم کرکے اپنی قومی ترقی کی فکر کرینگے جسکا نفع انشاءاللہ بار رسال آپکو حاصل ہوگا

میری ہمدردی ناقص محض کارخانہ شکر سازی ہی قائم کرنیکی نہین ہے بلکہ گہی و مکہن کے کارخانے
کو جو پانچ ہزار کے سرمایہ سے قائم ہو سکتا ہے اسطرف بہی توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر حاضرین نے اپنی پسندیدگی ظاہر کی کہ جلد فہرست کہیجاتی کہ مطلوبہ سرمایہ
فراہم کیا جاسکے۔ لیکن اس تحریک کے بعد کے دو ریزولیوشن
پاس ہونیسے پہلے روپیہ کا لینا اصولاً نا ممکن تہا لہذا ریزولیوشن نمبر ۹ کہ صاحبان ڈائرکٹر بہادر
صیغہ زراعت سے درخواست کیجائے کہ وہ چند طلبہ کو حسب سفارش مدرسہ شکر سازی مین
بالفعل داخل فرماوین۔ پہر منشا یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ ابتائید مراتب بالا کے طے کرنے

اور ان مراتب و مقاصد کو نافذ کرنیکے لئے ایک سب کمیٹی قائم کیجائے اور اسکو اختیار دیا جائے کہ لمجانہ حالات متعلقہ جس قدر سب کمیٹیان ہندوستان مین ضروری سمجھی جائین تجویز کرکے قائم کرائے جنکے چند اسماء حسب ذیل ہین۔

(۱) انریبل راجہ علی محمد خان بہادر والی ریاست محمود آباد (۲) راجہ سید ابو جعفر صاحب بہادر (۳) مرزا محمد عباس علیخان صاحب بہادر (۴) خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت (۵) یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر۔ و دیگر سر برآوردگان قوم جنکی مجموعی تعداد ۲۲ ہے

یہانتک کارروائی ہونیکے بعد فہرست حصہ داری کھولی گئی جسمین حضرات علما کے علاوہ مسٹر یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر شہزادہ شہنشاہ حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب نے پانچ ہزار روپیہ دئے مختصر یہ کہ بیس ہزار روپیہ مطلوب تھے اور حاضرین نے اپنی ہمت سے ۳۰ ہزار روپیہ فراہم کردئے۔ اب امید ہے کہ بہت جلد شکر سازی کارخانہ جاری ہوجائیگا اور قوم کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔

(باقی آیندہ)

## ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کا حکم متعلق کمیشن

اصلاح جلد ۱۱ کے گذشتہ نمبرونمین ہم خلاصہ کارروائی اجلاس کمیشن تحقیقات کا لکھ چکے ہین کہ لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے آٹھ ممبرونکی منتخب کمیٹی جسمین دو یورپین تھے دو ہندو۔ دو سنی اور دو شیعہ مقرر کی کہ وجوہ اختلاف فریقین کی تحقیقات کرین جس سے لکھنؤ کے امن عامہ مین سال گذشتہ نہایت خلل واقع ہوا اور بہت سے فسادات پیدا ہوئے یہانتک کہ ایک شیعہ قتل ہوا۔ اور فریقین کے بہت سے لوگ قید ہوئے۔

کمیشن نے اپنے چودہ اجلاس کے بعد حضور لفٹنٹ گورنر بہادر رپوٹ کیا اور سر ہز آنر نے حسب تحریر و نقل اخبار النجم کا صادر فرمایا

کوئی علم یا تعزیہ جسپر کوئی تحریر ہو یا ایسے علم جو معمولی علم کی صورت شکل کے نہین ہین یا وہ علم جو علاوہ امام حسین یا حضرت عباس کے اور کسی کے نام سے محرم کے سلسلہ مین نکالے جائین انکی ممانعت ہے کوئی شعر یا دوسرا طریقہ جس سے تعریف خلیفہ ابو بکر۔ عمر و عثمان کی ظاہر ہوتی ہو کوئی شخص کسی

یا کسی دوسری مسلمانون کے جلوس کے ساتھ یا کسی ایسے جلوس کی جماعت
لت مین کسی عام مقام پر پڑھنے یا گانے کی اجازت نہین ہے جو شخص ایسا کرے وہ مجرم
تعزیرات ہند کا یا دیگر مناسب دفعہ کا مجرم ہے ۔

یہ خلاصہ ہے حکم کا جس سے تمامی مومنین کو نہایت مسرت ہوگی کہ اونکی رسم عزاداری
مظلوم مین جو رخنے پیدا کئے گئے تھے بحکم گورنمنٹ نہایت خوبی سے اوسکی اصلاح ہوگئی ۔
خداوند عالم ہماری اس مہربان گورنمنٹ کے عدل وانصاف کا سایہ ہمارے سر و نیز ہمیشہ
روز افزون ترقی کے ساتھ قایم رکھے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہوتی تو ہمارے مخالف آج بھی بنی امیہ
و بنی عباس کے نام لیوا ہین بلکہ اونسے دو قدم زیادہ

ہز آنر نے لکھنؤ کی پولیس کو بھی تبدیل کردیا جسکی وجہ سے سالگذشتہ بہت سے مصائب
ہمکو سامنا پڑا ۔ اور جتنے لوگ مومنین سے سزایاب ہوئے وہ صرف پولیس سابق کی کارگذاری
تھی ۔ ورنہ شیعہ اور مجرم قرار پائین نا ممکن ہے ۔

ہم اپنے تمامی برادران ایمانی سے امید کرتے ہین کہ جس امن و صلح پسندی کی ہدایت اونکے
ائمہ اطہار نے کی ہے ۔ اوس سے کبھی وہ ایک قدم بھی تجاوز نکرینگے اور گورنمنٹ کی رعایا ہی
مین وہ سب سے زیادہ ثابت قدم رہینگے کیونکہ گورنمنٹ کو بھی بخوبی معلوم ہے رعایا ہند
مین شیعون سے بڑھکر کوئی قوم وفا شعار نہین جسکے مذہب مین جہاد کرنا غیبت امام مین
ہان ہمارے برادران ایمانی کا یہ بھی فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو حکام رس[illegible]
کرین اور حکام وقت کو اپنی مصیبت اور ضرورتون سے مطلع کرتے رہین کیونکہ وہ [illegible]
کے باشندے ہین ہمارے رسم ورواج اور ضرورت سے محض ناواقف ہمارے اغیار اس
نکتہ کو سمجھے ہوئے ہین ۔ وہ اکثر اسطرح کی بدخبرین پہونچاتے ہین جس سے حکام ضلع بدظن ہوتے
ہین حالانکہ وہ ان اعمال سے بالکل علحدہ ہین ۔

لکھنؤ کے یہ فسادات زیادہ تر اسی وجہ سے پیدا ہوئے کہ حکام الاضلاع تک [illegible] مخبرون نے
ایسی بدخبرین پہونچائین تھی کہ اونکا بدگمان ہونا ضروری تہا ۔ مگر خدا نے رحم کیا اور اپنے دین
حق کی اوسنے امداد کی ۔

جناب صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ اسوجہ سے کہ کوئی شخص علمای اہلسنت سے شریک نہ تھا ضرور ناگوار خاطر تھی مدیر مومنین جناب ممدوح کی نفس قدسی کی بدولت حاصل ہوئیں خداوند عالم اس وجود مقدس کو ابدالدہر باقی اور قائم رکھے کہ مجسم درد دین ہیں اور جو زحمتیں آپکو ان اجلاسوں مین ہوئیں کسیطرح اوسکا شکر نہیں ادا ہو سکتا۔ مگر اس کامیابی نے جو مسرت آپکو بخشی ہوگی اوسکا اندازہ مشکل ہے تمامی مومنین سے امید ہے کہ جناب ممدوح کی طول حیات اور صحت و سلامتی کے لئے دعا کرینگے۔

اب ہم مومنین سے ملتمس ہین کہ اصلاح کے گذشتہ ۳ نمبر ضرور ملاحظہ فرمائیں کہ اڈیٹر النجم نے اس کمیشن کی تقرری پر کیسی داد فریاد کی تہی اگر یہ کل ایجادات انہین کے ساختہ پرداختہ نہ ہوتے تو دلایت کی ضرور سارٹیفکٹ ملتی کہ کمیشن مقرر ہوتے ہی یہ سمجھ گئے کہ جھنڈا گیا اور ہمیشہ کو گیا۔

اس خیال سے کہ وہ شماتت سمجھینگے ہم کوئی لفظ کہنا نہیں چاہتے۔ مگر شکر خدا کرتے ہین کہ اوسنے اپنے دین حق کی نصرت کی اور باطل کو سرنگون و شرمسار کیا۔ یہان ہمکو مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی کے حالت پر ضرور افسوس آتا ہے کہ انہوں نے کس عقل سے ممبری کی عزت سے علحدہ گی کی اس عذر پر کہ ہم رسم و رواج سے ناواقف ہیں اور یہ نہ سمجھے کہ اڈیٹر النجم نے اونکو چھپہ دیا کہ خود تو ممبر کمیشن ہوے اور آپکو معمولی حیثیت کے گواہ مین طلب کیا اور آپنے جا کر گواہی ہی ایسی دی جس سے ہر شخص کی نظر سے آپکی عظمت جاتی رہی۔

یہ سب کر چکے تھے تو پھر عیش باغ مین اپنی قوم کے لیڈر کیا بنے اور لفٹنٹ گورنر بہادر کو جھوٹے پھیلائے ہوے الاتار کس بنیاد پر دیا جسپر ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے کمشنر بہادر لکھنؤ کو اس مضمون کا تار دیا ہے منشی عبد المجید فرنگی محلی کو اطلاع دیدو کہ سینو کا یہ الزام واقعات پر مبنی نہیں ہے اور یہ کہ بہت جلد کمشنر ونکی رپورٹ اور کاغذات متعلقہ کے ملاحظہ کے بعد حکم صادر کیا جائیگا لفٹنٹ صاحب اطلاع دیتے اور اطمینان دلاتے ہین کہ کسی مذہبی حق اور رسم و رواج مین دست اندازی نہین کیجائیگی لیکن ایسے جدید امر کو جو باعث نزاع ہو وہ ہونے نہ دینگے۔

اڈیٹر البشیر نے ممبری کمیشن سے ایک طرح کی عزت حاصل کرنی چاہی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایجی ٹیشن مین اونکی کوئی وقعت سمجھی گئی۔ کسیطرح ناجائز کامیابی حاصل کی حالانکہ اگر مولوی عبد المجید صاحب اور منشی احتشام الدین صاحب تعلقدار جو پہلے ممبر کمیشن منتخب ہوئے تھے شریک اجلاس رہتے تو ضرور اونکی باتونکا کچھ وزن ہوتا۔ مگر یہ بھی خداوند عالم کی مصلحت تھی کہ جو شخص ان بدعتونکا موجد اور بانی تھا اوسکی شرکت نے یہ اثر کیا کہ حکام کو امر حق معلوم ہوا اور ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ جسپر جہانتک شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

افسوس کہ ہمارے نامہربان مدعیان اخوت اسلامی چاہتے ہین کہ اس زمانہ معدلت مین بھی شیعون پر وہی مظالم قایم کرین جو عہد بنی امیہ و بنی عباس مین ہو چکے اور اپنی کثرت ایسے نازان ہین کہ گورنمنٹ پر دباؤ دینے کے لئے باغیانہ مجمع کرتے ہین اور میموریل بھیجتے ہین کہ اُنکی تعداد۔ آپکی قابلیت اون بنگالیون۔ اور ہندو شورش پسندونسے زیادہ ہین ہین۔ جنہونے بغاوت کا پورا سامان کر لیا بم کے گولے طیار کئے۔ مگر نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ کے ادنی اشارہ سے وہ سب فسادات مٹ گئے اور بانیان فساد ایسے عذاب مین مبتلا ہین کہ ہمیشہ یاد رہیگا۔

اگرچہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس قوم کے حق وکالت کو پوری طور سے ادا کیا ہے کہ سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات ممالک متحدہ کا شکریہ بذریعہ ریزولیوشن ادا کیا مگر ہمدردان قوم سے امید ہے کم سے کم ہر ضلع سے ایک تار شکریہ کا جناب ممدوح کی خدمت جانا چاہیے جسمین اظہار وفاداری کیساتھ اس فیصلہ کا شکریہ بھی ہوا اور نیز تبدیلی پولیس کا خاص طور پر ذکر ہو۔

حضور وایسرائے بہادر کا دربار جدید خطاب یافتگان کے سند دینے کو اسی محرم مین منعقد ہونے والا تھا۔ مگر چونکہ یہ زمانہ غم کا ہے مسلمانونکے لئے لہذا یہ دربار ملتوی کیا گیا جسپر تمام قوم حضور لارڈ منٹو گورنر جنرل بہادر کی اعتدال پسندی اور حسن تدبیر پر شکر گذار ہے

گورنر بہادر بمبئی نے ۶ جنوری کو بمبئی کے روسا اور لیڈرونکو گورنمنٹ ہاوس بمبئی مین طلب فرمایا۔ اور فرمایا کہ پارسال جو نقص نامشورہ بمبئی مین ہو گیا تھا اسکے دہرائے جانیکا روکنے کی تدبیر

قبل تر کرنا لازم ہے۔ حضور ممدوح نے ایماء شیعہ اور سنی ہر دو طبقہ کے آدمی انجمنیں ۱۲ السلد
لیکر ان ساعی ہیں اور ایسی حالت میں عقل سلیم کا یہ منشا تھا کہ متفقہ مقصد کے انجام دہی میں دونے
اپنے اپنے اختلافات کو فروگذاشت کرکے اسلام کے سب سے بہتر پیر و کی عزت کرتے یہ ظاہر ہے کہ عزا
بر ہمی پیدا کرنا اس بزرگ کی توہین کرنا ہے۔ آخر میں فرمایا کہ آپ حضرات جو اہل اسلام کے لیڈر ہیں
دونوں طبقہ کے بارہ آدمی نامزد کریں جن کا فرض ہوگا کہ کمشنر صاحب پولس کو محرم کے انتظامات
کی نسبت مفید مشورے دیا کریں اور عاشورہ کے دن پولس کی ہمراہی میں حفظ امن میں ساعی
رہیں غرض شیعہ اور سنیوں کے ۱۲ نام زد کردہ حضرات کی ایک کمیٹی قائم ہو گئی ہے جس کے پریسیڈنٹ
ایک یوروپین مجسٹریٹ ہیں اور وہ سب آئندہ محرم کے متعلق انتظامی امور کی کمشنر پولیس کو
حفظ امن اور اپنی اپنی جماعت کو بدامنی سے پرہیز کرنے کے متعلق مناسب مشورے دینگے۔

# خطابات سال نو

اگرچہ بخیال ماہ محرم الحرام جو اہل اسلام کیلئے عموماً ایام غم و الم ہیں کسی خبر خوش کا ظاہر کرنا بھی خلاف شان عزا ہے
مگر یہ بھی ایک عجیب حیرت افزا امر ہے کہ امسال ایسا ہی جیسا کہ شیعوں کیلئے تمام طور سے منحوس تھا۔ ویسا ہی ۱۳۳۲ھ سرت
نظر آرہا ہے ایک طرف شیعہ کانفرنس کی کامیابی دل خوش کن ہے۔ دوسری طرف ہز آنر لفٹنٹ گورنر
بہادر کا حکم محکم رپورٹ کمیشن جو بہ کمال انصاف و عدالت پر مبنی۔ تیسری طرف یہ سال نو کے معزز خطابات
میں ہماری چند رؤسا پر خاص طور سے بکی گئی ہے جس سے تمامی مومنین مطلق سے گورنمنٹ شکریہ ادا کرتے ہیں
کے سی آئی ای آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر والی ریاست محمود آباد (نواب) جناب نواب
سید بادشاہ نواب صاحب رئیس اعظم پٹنہ۔ جناب والاقدر نواب مرشد آباد سید حسین علی مرزا صاحب دام عزہما
خان بہادر جناب مفتی میر حیدر حسین خانصاحب سکرٹری میونسپل بورڈ جونپور
اگر ہماری مہربان گورنمنٹ طبقہ علماء پر بھی نظر توجہ معطوف کرے تو تمام قوم کے امتنان کا باعث ہوگا
لہٰذا ضروری ان رؤسا پر توجہ لازمی ہے جو گو نام و نمود سے تو علیحدہ ہیں مگر خدمت قوم و ملت میں سب سے زیادہ
سرگرم ہیں۔

(معذرت) افسوس کہ بوصف اضافہ اوراق بہت سے ضروری مضامین اس نمبر میں نہ آسکے
شہید بخاری بھی اسی وجہ سے اس نمبر میں نہ شایع ہو سکا حالانکہ ۸ صفحہ چھپ کر تیار ہے۔

اب قوم کے امداد کا وقت ہے ویلیو نہیں جاتا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر مرحمت ہو کہ الغاضی۔ رسالہ ارسال الیدین حاضر کیا جاسے۔
التمس جلد ۴ کے بقیہ بعد محرم شایع ہونگے۔ التمس